SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, March 03, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Mr .Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل ھو اللہ احد ہ اللہ الصمد ہ لم یلد ولم یولد ہ ولم یکن لہ کفوا احد ہ

ترجمہ: کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے ۔ وہ (معبود برحق) بے نیاز ہے۔ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

(سورۃ الاخلاص)

جناب چیئرمین: جی شیخ رشید صاحب۔

شیخ رشید احمد: جناب والا! میں اس معزز ایوان میں نہایت افسوسناک واقعہ کی بات کروں گا جو کہ کل کوئٹہ میں پیش آیا اور جس سے کم و بیش 40 یا 43 انسانی جانیں اللہ کو پیاری

ہوئیں اور یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کے لئے احتیاطی تدابیر اپنی بساط کے مطابق مکمل کی گئی تھیں۔ سارے صوبوں میں امن کمیٹیاں بنائی گئیں۔ ساری پنجاب گورنمنٹ، ساری آرمی، ساری Agencies alert تھیں اس کے باوجود جناب چیئرمین! کل تین افراد جن میں سے دو افراد خیال یہ کیا جاتا ہے کیوں کہ ابتدائی تحقیقات ہیں انہوں نے اپنے آپ کو blow up کیا۔ ایک آدمی جو کہ زخمی حالت میں گرفتار ہو گیا ہے اور جس سے توقع ہے کہ اس case کے محرکات، وہ لوگ جنہوں نے دستانے پہن کر یہ ایک اندوہناک کام کیا جس سے کہ پاکستان کا وقار اور مسلمانوں کی ہم آہنگی اور مساوات اور ان کا بھائی چارہ ساری دنیا میں مجروح ہوا۔ جس کی صدر اور وزیر اعظم نے مذمت کی بلکہ ہائی کورٹ کے جج نے ایک عدالتی تحقیقات کا حکم بھی دیا ہے اور حکومت اس ایوان کو یہ یقین دلاتی ہے کہ مجرموں سے اس case میں جو لوگ شامل پائے گئے یا اس سازش میں جو لوگ شریک پائے گئے، ایک ملزم جو گرفتار کیا ہے اس سے امید کی جاتی ہے کہ بہت جلد وہ تمام حالات اور واقعات یا وہ پوشیدہ چہرے جنہوں نے اس ملک میں اسلامی ہم آہنگی کو انتشار اور خلفشار کا شکار کرنے کی کوشش کی، ان کی تہہ تک پہنچیں گے۔ میں خاص طور پر تمام اہل تشیع کا بھی مشکور ہوں کہ باوجود اس کے ایک ایسا واقعہ ہوا اور ساری دنیا کا میڈیا گاہے بگاہے جس کا ذکر کر رہا تھا، اس کے باوجود باقی تمام جگہوں پر جلوس اپنی اپنی منزل پر بخیریت پہنچے۔ ہر جگہ ایک پرسکون ماحول تھا ماسوائے پنجاب کے ایک گاؤں پھالیہ میں جہاں دو گروپوں میں تصادم ہوا، جس میں ایک یا دو جانیں اللہ کو پیاری ہوئیں۔ میں آپ کے توسط سے اس ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ ہم آہنگی اس طرف سے بیٹھے ہوئے ممبران کی یا اس طرف بیٹھے ہوئے ممبران کی 'ایک دوسرے کے عقیدے اور ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کرنا، اس میں نہ کوئی اپوزیشن کی بات ہے نہ اقتدار کی بات ہے۔ کسی کے عقیدے کو چھیڑے بغیر اور اپنے عقیدے کو چھوڑے بغیر پالیسی پر گامزن رہنا یہ ہر ایک آدمی کا اپنا مذہبی حق ہے۔

جناب چیئرمین! میں اس ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جب بھی اس تحقیقات میں اضافہ ہوا، جب بھی اس ملزم سے کوئی نئے لوگوں کے roots ملے، اس ایوان کو اعتماد میں لیا جائے گا۔ اس وقت حالات اور جذبات ان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس ملک میں یک زبان ہو کر ہم

آہنگی ، اسلامی بھائی چارے ، مساوات کو فروغ دیں ہم ان تمام لوگوں کے ساتھ جو اس واقعہ میں اللہ کو پیارے ہو گئے اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور حکومت یقین دلاتی ہے کہ ہائی کورٹ کا جج جو انکوائری کرے گا وہ ایوان میں بھی پیش کی جائے گی ۔ شکریہ ۔

پروفیسر خورشید احمد: Point of order جناب چیئرمین۔

POINTS OF ORDER

I) RE: BOMB BLAST INSIDE ASHOORA PROCESSION

جناب چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں وزیراطلاعات کے اس بیان کا خیرمقدم کرتا ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ شیعہ اور سنی کا کوئی جھگڑا نہ اس ملک میں ہے اور نہ دنیا میں ہے ۔ہم ساتھ رہے ہیں ، ساتھ رہیں گے۔ ہمارا خدا، ہمارا رسول، ہماری کتاب ، ہمارا دین ایک ہے ۔ اختلافات ہر سوچنے والے گروہ میں ہوا کرتے ہیں ۔ ہمارے اپنے ملک میں ملی یکجہتی کونسل نے اس سے پہلے جب واقعات ہوئے تو قوم کو جوڑنے اور ساتھ لے کر چلنے کی خدمت سرانجام دی ۔ آج ہی نہیں ہمیشہ سے اس کی ضرورت ہے اور ہمیشہ اس کی ضرورت رہے گی ۔

جناب والا! میں یہ صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جہاں ہم اس انکوائری کا خیرمقدم کرتے ہیں اور جہاں ان قیمتی جانوں کے ہلاک ہونے پر ہمارا دل خون کے آنسو رو رہا ہے وہاں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے غم میں تنہا نہیں ۔ یہ سینیٹ اور پوری قوم ان کے ساتھ ہے ۔ اسے مذہبی انتہا پسندی یا فرقہ واریت کا رنگ دینا اور اس انداز میں پیش کرنا ،میری نگاہ میں صحیح نہیں ، ہمیں انکوائری کا انتظار کرنا چاہیے اور ماضی کی طرح ایسا نہ ہو کہ جتنی بھی انکوائریاں ہوئی ہیں وہ سب یا تو دریابرد ہو گئی ہیں یا کسی نے پوچھا ہی نہیں ۔

جناب والا! پچھلے چھ مہینے کے اندر کوئٹہ میں یہ تیسرا واقعہ ہے اور یہ بات کہنا کہ ہماری تیاری پوری تھی ۔ اللہ کا شکر ہے کہ ملک میں کہیں اور ایسا نہیں ہوا لیکن جو کچھ معلومات سامنے آئی ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کم از کم کوئٹہ میں صحیح preparation نہیں

تھی، نہ بروقت check کیا جا سکا ہے Intelligence ہماری کہاں ہے - protection جلوس کے ساتھ کیوں نہیں تھی ؛ اور پھر جو افراتفری مچی اس کے بعد جو آگ لگائی گئی، اس کو control کرنا civil Administration fail ہو جاتی ہے Army کو بلانا پڑتا ہے - یہ تمام چیزیں بڑی important ہیں۔

جناب والا! میں بڑے دکھ سے یہ بات کہتا ہوں کہ اتنا اندوہناک واقعہ پیش آیا ہے لیکن صدر محترم اور وزیر اعظم صاحب صرف بیان دینے پر اکتفا کرتے ہیں حالانکہ ان کو فوراً وہاں جانا چاہیے تھا۔ صرف تعزیت کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیا اور قوم کو یہ پیغام دینے کے لیے کہ یہ چیز ایسی ہے جسے ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ میرے علم کے مطابق کوئی مرکزی وزیر بھی وہاں نہیں پہنچا۔ یہ تفاخر کیوں ہے؟ پھر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اسی موقع پر کربلا اور بغداد میں جو واقعات ہوئے ہیں، وہ on the record نہیں ہیں اور میں آیت اللہ سیستانی کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے برملا یہ بات کہی ہے کہ ان ہنگاموں کا شیعہ، سنی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بیرونی قوتیں ہیں، امریکہ ہے یا occupied forces ہیں۔ جبکہ مسلمانوں میں انتشار ہی نہیں۔ وہ قوتیں civil war پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ ہم اور عراق سب ایک ہی مسئلے سے دوچار ہیں۔ ہمیں اپنی policies پر نظرثانی کرنی چاہیے۔ از سر نو غور کرنا چاہیے کہ کیا کھیل کھیلا جارہا ہے؟

جناب والا! میں اس واقعے کی مذمت کرتا ہوں جس کی government بھی ذمہ دار ہے لیکن محض مذہبی انتہاپسندی کا نام نہ لیں بلکہ جو agencies بھی اس میں involve ہیں ان کا نام بھی سامنے آنا چاہیے۔ دوسری قوتیں بھی اس میں involved ہیں اور آپ کو معلوم ہے اس سے پہلے قندھار میں جو ایک خاص group موجود ہے۔ جس نے اس سے پہلے کوئٹہ میں مسائل پیدا کیے ہیں، ان تمام چیزیں کو سامنے رکھنا ازحد ضروری ہے۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ ہمیں شہداء کے لیے دعائے مغفرت بھی کرنی چاہیے۔ جو خاندان اپنے پیاروں سے محروم ہوئے ہیں ان کے ساتھ ہمدردی کے علاوہ جو کچھ کیا جا سکتا ہے اس کا اہتمام کیا جائے۔ محض ایک لاکھ روپیہ دے دینا کافی نہیں ہے۔ سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں امت کی وحدت، غم میں سب کا شریک ہونا، intelligence failure, law enforcing agencies کا

بروقت کام نہ کرنا، political قیادت کی غفلت اور سرد مہری کہ انہوں نے اس واقعے کو قرار واقعی اہمیت نہیں دی۔ ان کا فرض تھا کہ سب کام چھوڑ کر وہاں پہنچتے اور پہنچ کر اس معاملے کی تحقیقات کرتے تو سب کو معلوم ہوتا کہ ہم ان تمام چیزوں کو کتنی اہمیت دیتے ہیں۔

جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں ایک بار پھر اس واقعے کی مذمت کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ پردہ نہیں ڈالا جائے گا بلکہ جو اصل حقائق ہیں اور جو ذمہ دار ہیں ان کو قرار واقعی سزا بھی ملے گی۔ اسی طریقے سے ہم آئندہ اس قسم کے واقعات کا تدارک کر سکتے ہیں۔

عاشورہ ہم سب کا ہے، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب کے ہیں۔ اس دن کی تقدیس کو جس طریقے سے پامال کیا گیا ہے اور معصوم انسانوں کا خون بہایا گیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ پوری قوم کے لیے اور امت کے لیے ایک challenge ہے جس کا ہمیں مثبت جواب دینا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ثناء بلوچ صاحب، ذرا مختصر رکھیے گا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ، سب سے پہلے ہم کوئٹہ میں رونما ہونے والے کل کے افسوناک، انسانیت سوز واقعے کی اپوزیشن، اراکین سینیٹ اور پاکستانی قوم کی طرف سے پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔

جناب والا! جیسا کہ محترم پروفیسر خورشید صاحب نے فرمایا کہ کوئٹہ میں رونما ہونے والے واقعے کی کڑیاں گذشتہ چھ مہینے میں ہونے والے دو بڑے واقعات سے ملتی ہیں۔ اسے دہشت گردوں کی کامیابی قرار دیں یا حکومت کی ناکامی۔ کسی پر تو اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے لہذا حکومت صرف یہ نہیں کہہ سکتی کہ انتظامات مکمل ہونے کے بعد یہ واقعہ رونما ہوا ہے اس لیے حکومت اس سے بری الذمہ ہے۔

جناب والا! جون اور جولائی میں کوئٹہ میں ہونے والے واقعات کے بعد تحقیقاتی کمیٹیاں بنی تھیں۔ افسوس کی بات ہے کہ چھ مہینے گزرنے کے باوجود ان تحقیقاتی کمیٹیوں نے آج تک کسی بھی حکومت کو چاہے وہ وفاقی ہو یا صوبائی، اپنی رپورٹ پیش نہیں کی۔ جناب والا! افسوس کی بات یہ بھی ہے کہ بلوچستان میں اتنے بڑے واقعات رونما ہونے کے باوجود نہ تو

وفاقی حکومت نے اس کا نوٹس لیا' نہ صوبے میں پولیس انتظامیہ کو تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی' نہ intelligence اداروں کا قبلہ درست کرنے کی کوشش کی گئی اور نہ وہاں کے لوگوں کو اعتماد میں لینے کے لیے کوئی جرگہ' میڑھ یا کوئی اور اس طرح کی بڑی مجلس منعقد کی گئی۔

آج صبح دس بجے تک TV پر جو slide چل رہی تھی' اس کے مطابق کوئٹہ میں آٹھ افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ شیخ رشید صاحب نے چالیس اور تینتالیس گنوائے ہیں' بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اس کی تعداد پچیس بتا رہے ہیں' BBC پر چلنے والی سلائیڈ میں ان کی تعداد پینتیس بتائی جا رہی ہے ۔ چوبیس گھنٹے کے بعد بھی اگر وفاقی حکومت کوئٹہ میں ہونے والی ہلاکتوں کے بارے میں صحیح تعداد سے واقفیت نہیں رکھتی ، تو ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ حکومت عوام کے اور انسانوں کے جان و مال کا تحفظ کرسکتی ہے ؟ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جنوری ۲۰۰۲ء میں جنرل مشرف صاحب نے بڑے اقدامات کی بات کی ------

جناب چیئرمین: مختصر رکھیں بلوچ صاحب ! پوائنٹ آف آرڈر ہے اور بھی حضرات بولنا چاہتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! کوئٹہ میرا گھر ہے ۔ اس وقت میرے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: مانتا ہوں ' مانتا ہوں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! سب سے زیادہ ہم اس لئے محسوس کر رہے ہیں کہ حکومت نے دس ارب روپے پولیس ریفارم کے لئے حکومت بلوچستان کو ابھی دیئے ہیں ۔ ساٹھ کروڑ روپے پنجاب' سندھ اور سرحد ' سرحدی پٹی پر نئی فورس کی تشکیل کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ تین فوجی چھاؤنیوں کی تجویز زیر غور ہے ۔ لیکن حقیقت میں بلوچستان کے اندر سلگتا ہوا جو بحران ہے جس نے بلوچستان کے اندر یہ unrest create کیا ہوا ہے ۔ جس نے کوئٹہ کو مسلسل چھ سات مہینوں سے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے ۔ اسے فرقہ وارانہ فسادات کا نام دیں یا اسے کسی اور فساد کا نام دیں ۔ جناب والا ! افسوس کی بات یہ ہے اپوزیشن نے جب بھی ان مسائل کی طرف نشاندہی کرانے کی کوشش کی یا معاشی مسائل کی طرف توجہ دلانے کی کوشش

کی تو کہا گیا کہ جی یہ وفاق دشمن ہیں - یہ حکومت کے خلاف ہیں - ہم آج بھی حکومت کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ جناب والا! ہم اپنے گھر کو بچانا چاہتے ہیں - وفاقی حکومت اس آئین کے تحت ذمہ دار ہے کہ ان چھ مہینوں میں ہونے والے واقعات کی صحیح تحقیقات کے لئے سینیٹ کے اراکین پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے - اور دوسری بات یہ ہے کہ جناب والا ! آئی جی بلوچستان گزشتہ چار سال سے وہاں پر فائز ہے - اور بلوچستان کی پوری تاریخ میں ۷۳ء سے ۷۷ء میں کچھ unrest تھا اس کے بعد سے جب سے وہاں پر نئے آئی جی کو تعینات کیا گیا ہے ' جناب والا ! بلوچستان سلگ رہا ہے ' اور وفاقی حکومت ابھی بھی اس بات پر توجہ نہیں دے رہی ' قبائلی فسادات اور تضادات میں اضافہ ہوا ہے - لوگوں کو جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے- مجھ جیسے ------

جناب چیئرمین: بلوچ صاحب ابھی تشریف رکھیئے - آپ کسی particular issue کی بات کریں - اس کے لئے آپ کے پاس option ہے باقاعدہ move کریں - باقی لوگ بھی بولنا چاہتے ہیں- بس ایک منٹ میں آپ ختم کریں -

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! بس ایک منٹ میں - جناب ! ایک پاکستانی شہری ہونے کے ناتے ' سینیٹر ہونے کی حیثیت سے نہیں ' کیونکہ حکومت ہمیں یعنی اپوزیشن کی حیثیت کو تسلیم کرنے کے لئے کبھی تیار نہیں - میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئین کے تحت میری جان کی سلامتی اور تحفظ کی جو یقین دہانی آئین میں کروائی گئی تھی اس کے لئے وفاقی حکومت نے کیا اقدامات کئے ؟ چھ مہینے کے ان واقعات میں کوئی ایک شخص بھی بتائیں کہ اس نے ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اپنے عہدے سے استعفیٰ دیا؟ کسی نے اس کی ذمہ داری قبول کی ؟ اور اب بھی ذمہ داری ان دہشت گردوں پر عائد کی جا رہی ہے جنہوں نے sucidal attack میں اپنی جان دے دی - میرے خیال میں وفاقی حکومت ' اس کی پالیسیاں اور ان کی طفل تسلیوں کے باعث پاکستان کے اندر فرقہ وارانہ اور دیگر فسادات میں اضافہ ہو رہا ہے - لہذا حکومت ہی اس کی ذمہ دار ہے - شکریہ-

جناب چیئرمین: شکریہ - شیخ رشید صاحب-

شیخ رشید احمد - جناب چیئرمین ! میں اس ایوان میں اس ذمہ داری کو جو جاں بحق

ہونے والوں کی تعداد کم پیش کی گئی میں اس کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں ۔ اس کی صورتحال یہ تھی کہ میں خود اس کو جلوس کے ساتھ دیکھ رہا تھا ۔ ہر ایک کو بلکہ international media کو بھی جناب ہم نے اس لئے کنٹرول کیا کہ عاشورہ کے جلوس سڑکوں پر تھے اور وہ دھرنا مار کر بیٹھے ہوئے تھے ۔ اور ایسے حالات میں ان کو provoke کیا جاتا ۔ تو سارے ملک میں ایک ایسی فضا ہو جاتی کہ جس کو سنبھالنا بہت مشکل ہوتا ۔ آج ایوان میں حاضر ہوں ۔ official statement آپ کے سامنے دی ہے ۔ کل ہم بتدریج اپنی سیاسی بساط کے مطابق اس میں اضافہ کرتے رہے تاوقتی کہ عاشورہ کے جلوس جو ہیں وہ اپنی جگہ پر پہنچ جائیں ۔ جذبات کی بات کرنا بہت آسان بات ہے لیکن جو اتنا sensitive day ' اتنا حساس دن تھا اور جب کراچی والوں نے یہ demand کی تو گورنر کراچی کی demand پر میں خود on air آیا ۔ تاکہ جلوس کو یہ یقین دلایا جائے کہ صدر صاحب نے، وزیر اعظم صاحب نے اس کو condemn کیا ہے اور اس میں جو امداد کی بات ہے اس میں بھی اضافہ ہوگا ۔ اور تحقیقات آنے پر ' آپ جناب چیئرمین ! دیکھیں کہ صدر صاحب کے حکم پر ہائی کورٹ کے جج سے تحقیقات کرائی جا رہی ہے ۔ سرکاری بیان کی یہ مجبوری ہوتی ہے کہ بہت ساری باتیں نہیں کہی جا سکتیں کیونکہ سب لوگ میڈیا پڑھتے ہیں اس سے وہ فائدہ اٹھا کر اپنی بچت کے ذرائع ڈھونڈتے ہیں ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین: پروفیسر غفور احمد ۔

پروفیسر غفور احمد : جناب چیئرمین ! حقیقت یہ ہے کہ ان واقعات نے سب کو انتہائی غم زدہ کردیا ہے ۔ محرم کے نو دن پاکستان میں اور پوری دنیا میں امن و امان کے ساتھ گزرے ۔ لیکن دسویں روز بدقسمتی سے کوئٹہ میں اتنا خوفناک واقعہ ہوا جس میں کئی جانیں اللہ کو پیاری ہوگئیں ۔ میں صرف یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ واقعہ ہوا تو اچانک ہے لیکن کوئی آدمی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ اس کی پشت پر باقاعدہ منصوبہ بندی تھی ۔ آخر ہمارے ملک میں ایجنسیاں ہیں ۔ بے شمار روپیہ ان کے اوپر خرچ ہوتا ہے اور ان کو پوری قوت حاصل ہے ۔ کیوں یہ نشاندہی نہیں ہوتی کہ کیا منصوبہ بندی کی جا رہی ہے؟ مجھے خوشی ہے کہ اس سے پیشتر بھی پاکستان کے بسنے والے شیعہ اور سنی نے کبھی یہ نہیں سمجھا تھا کہ یہ شیعہ اور سنی کی لڑائی

ہے۔ ہم ہمیشہ یہ بات کہتے رہے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے اور پاکستان کے دشمن ہیں جو اس طرح کی کارروائی کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جب رپورٹ آئے گی تو اس سے یہ بات ظاہر بھی ہو جائے گی۔ جو کربلا کا واقعہ ہوا ہے اور بغداد میں واقعہ ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ شیعہ سنی ہوتا تو شاید فسادات بھڑک اٹھتے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے ایسا نہیں ہوا ہے۔ پاکستان کے بھی سارے لوگ بھائی ہیں۔ مل کر رہنا چاہتے ہیں۔ یہ دشمنوں کی کارروائی ہے۔ جس طریقے سے ہمارے چین کو، ہمارے امن کو، ہماری ہم آہنگی کو، ہمارے تعاون اور بھائی چارے کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ انشاء اللہ دشمن ناکام ہوں گے اور اللہ نے چاہا تو پاکستان ان ساری آفات سے محفوظ رہے گا۔

جناب چیئرمین: مہیم خان بلوچ۔

جناب مہیم خان بلوچ: جناب چیئرمین! میرے فاضل دوست منسٹر شیخ رشید صاحب نے تو بڑے اچھے اور مختصر انداز میں حکومت کی جانب سے اس واقعے کے سلسلے میں بیان تو کیا ہے۔ میں صرف اس میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ عاشورہ کے سلسلے میں، ظاہری بات ہے کہ کل کا واقعہ جو ہوا ہے اس سلسلے میں سنی اور شیعہ کے حوالے سے کوئی تفرق موجود نہیں ہے۔ ہم سب کا عقیدہ اس سلسلے میں مشترک ہے۔ خدا ایک ہے، رسول صلعم ایک ہے اور ہماری کتاب ایک ہے۔ یقینی طور پر کل کے واقعہ میں جو جانیں ضائع ہوئی ہیں، جو زخمی ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ بڑے پیمانے پر کوئٹہ شہر کے تقریباً تمام شاپنگ سنٹرز اور بازار ٹوٹ پھوٹ کے شکار اور آگ کی نذر ہو گئے ہیں۔ اب بات آتی ہے یقینی طور پر حکومت کی طرف سے چاہے مرکز کی طرف سے جو ایجنسیاں ہیں وہ الرٹ رہی ہیں، صوبائی حکومت کی طرف سے اور لوکل گورنمنٹ کی طرف سے بھی کہ حفاظتی اقدامات کئے گئے تھے۔ تو اس کے باوجود سرعام جو فائرنگ ہوئی ہے وہ تشویشناک ہے۔ یہ فائرنگ نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ لہذا، میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کمی ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ سب سے بڑی بات ہے کہ میں اس ایوان میں کہوں اور میں نے ذاتی طور پر بھی محسوس کیا ہے کہ ہماری مرکزی ایجنسیاں اور بلوچستان کی جو صوبائی ایجنسیاں ہیں امن کے لئے ہیں۔ اس کے بعد سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہماری elected government ہے اس وقت بلوچستان کی ایک اسمبلی ہے، government ہے۔ اس سے

پہلے بھی دو واقعات ہوئے ہیں۔ ہمارے حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے تھا کہ اس سے پہلے بھی دو واقعات ہوئے ہیں اور یہ بہت بڑا پروگرام ہے۔ اس سلسلے میں ان کو بیٹھ کر مشترکہ حکمت عملی بنانی چاہیے تھی۔ شہر کی تاجر برادری اور معزز شخصیات کو بھی مشترکہ حکمت عملی میں شریک کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا فائدہ ہوتا۔ لہذا' میں پر زور الفاظ میں اس واقعہ کی مذمت کرتا ہوں اور اس ایوان کے ذریعے حکومت کو کہتا ہوں کہ اس کا نوٹس لیا جائے کیونکہ اس قسم کے واقعات سے ہمارے پورے ملک اور اس سرزمین کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب سنکزئی صاحب۔

ڈاکٹر عزیز اللہ سنکزئی: جناب چیئرمین! اس واقعہ کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ میں تھوڑا سا اس کا پس منظر مختصر وقت میں بیان کر دوں' کیونکہ آپ فی الفور کہیں گے کہ بالکل وقت نہیں ہے۔ آپ کے کہنے سے پہلے میں انشاء اللہ بات ختم کروں گا۔ سب سے پہلے گزارش یہ ہے کہ یہ پانچواں واقعہ ہے۔ ۱۹۹۶ء سے ہم نے بلوچستان میں امام بنائے ہیں متحدہ مجلس عمل کے ذریعے۔ وہاں ہم لوگ شیعہ سنی مل کر کام کر رہے ہیں۔ یہ پانچواں واقعہ ہے۔ چار واقعات میں یہاں بڑی بڑی شخصیتیں اور قدآور لوگ ملوث ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! ۵۰ لوگ مارے گئے۔ دو لوگ گرفتار ہوئے۔ میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! ہمیں تو as a Senator ایک نالی بندوق اور چاقو تک اٹھانے کی اجازت نہیں ہے اور یہ لوگ بم اور کلاشنکوف اٹھا کر اس علاقے میں کیسے پہنچ گئے؟ سب سے پہلے میرا یہ سوال ہے۔ اس کے علاوہ میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حال ہی میں امریکی سفیر نے ہمارے علاقے کا دورہ کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس میں بڑی شخصیات ملوث ہیں' یہ کسی طرح بھی فرقہ ورانہ فساد نہیں ہے۔ سنی اور شیعہ کا جھگڑا نہیں ہے۔ یہ لوگ ہمیں لڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے اور ہمیں بھی معلوم ہے۔ انشاء اللہ العزیز ہماری پوری پوری کوشش ہوگی کہ اس قسم کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔ ہم صرف آپ کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے I.G بڑے مشہور و معروف آدمی ہیں۔

بس میں اشارہ کر دیتا ہوں ۔ آپ سمجھ جائیں گے۔ کراچی میں ان کا کردار بڑا اچھا رہا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں آگ لگا کر ہی چھوڑی جائے۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ اس سے پہلے جو پچاس لوگ مارے گئے۔ جس دن یہ جھگڑا ہوا تھا، میں اس وقت M.P.As Hostel میں تھا۔ MMA کی قیادت نے بلوچستان کے گورنر سے کہا کہ یہ فرقہ وارانہ جھگڑا نہیں ہے۔ گورنر نے meeting بلائی۔ I.G صاحب بیٹھے رہے اور یہ بضد تھے کہ یہ فرقہ وارانہ فساد ہے اور کہتے رہے کہ یہ فلاں لوگ ہیں، فلاں لوگ ہیں۔ جب کہ ہم نے کہا کہ یہ لوگ نہیں ہیں۔ اس دن وزیر اعظم صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ پھر ہمارے بڑوں کی، صوبائی قیادت کی وزیر اعظم کے ساتھ meeting ہوئی۔ اللہ ان کا بھلا کرے کہ وہ مسئلہ حسن و خوبی بالکل طے ہو گیا۔ پچاس لوگ ایک جگہ مارے گئے تھے۔

جناب والا! مجھے ابھی تک پورا یقین ہے کہ انشاء اللہ I.G. صاحب کچھ نہ کچھ کریں گے۔ ان کی یہ کوشش ہے کہ شیعہ اور سنی فساد ہو، بلوچستان میں آگ لگ جائے۔ انہیں اپنی پڑ جائے۔ جناب والا! M.M.A کی پوری قیادت نے ان کے چہلم میں بھی شرکت کی تھی۔ ہم امام بار گاہ کے متولی سے بھی ملے تھے ۔ وہ بھی یہ کہتے تھے۔ ان کے جو ساتھی کراچی سے آئے تھے، وہ بھی یہ کہتے تھے۔ علامہ ساجد نقوی جو ان کے سربراہ ہیں، انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ شیعہ سنی کا فساد نہیں ہے۔ پتا نہیں اور نہ ہی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ لوگ کیوں کہتے ہیں کہ یہ شیعہ سنی کا فساد ہے۔ ہم تو وہاں پر امن طور پر رہ رہے ہیں ۔ اتنے پر امن ہیں کہ یہ واحد صوبہ ہے جہاں ہم ایک دوسرے کی مساجد اور امام بار گاہوں میں جاتے ہیں۔ اس لئے میری گزارش ہے اور آخری point ہے کہ اتفاقاً جو ایک آدمی بچا ہوا ہے، اس کے بارے میں ایک دو دن میں آپ یہ سنیں گے کہ وہ بھی مر گیا ہے کیونکہ وہ آخری کردار ہے ۔ وہ ہوگا تو بات کھلے گی۔ پچاس لوگوں کے حملے میں، جو اس سے پہلے ہوا تھا، ایک آدمی زندہ پکڑا گیا تھا، اسے پولیس نے مار دیا تھا اور مجھے امید ہے کہ دو دن کے اندر یہ بھی مر جائے گا کیونکہ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ اس ایوان کے توسط سے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آخر یہ کیوں بلوچستان میں آگ لگانے پر تلے ہوئے ہیں۔ خدا را! ہماری حالت پر رحم کیجیئے ۔ ہم اس mood میں نہیں ہیں ، بالکل نہیں ہیں۔ آپ کیوں ہمیں آگ میں دھکیل رہے ہیں۔ اس لئے میں آپ

کے توسط سے دوبارہ کہنا ہوں کہ یہ شیعہ سنی کا کوئی فساد نہیں ہے۔ اس میں مکمل طور پر بڑے لوگ ملوث ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ بلوچستان کو آگ لگائی جائے۔ اس لئے امریکی سفیر نے ابھی ایک تازہ دورہ بلوچستان کا کیا ہے اور میں اس کی ایک بار پھر سو فیصد نہیں بلکہ ایک سو دس فیصد تردید کرتا ہوں کہ یہ کسی طور پر بھی شیعہ سنی فساد ہے۔ ہمارا بلوچستان ایک پر امن صوبہ ہے۔ ہم شیعہ اور سنی اکٹھے رہتے ہیں۔ اس لئے میں اس کی بھرپور طریقے سے تردید کرتا ہوں کہ یہ شیعہ اور سنی فساد ہے۔ مہربانی۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب محمد اکرم صاحب۔

II) RE: KIDNAPPING OF TWELVE PEOPLE FROM LORALAI

جناب محمد اکرم: اس شرمناک واقعہ کے ساتھ ساتھ میں ایک اور واقعہ کی طرف اس ایوان اور گورنمنٹ کی توجہ آپ کے توسط سے مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ یہ واقعہ لورالائی کے بارہ مغوی لوگوں کے متعلق ہے جو جمعہ سے لے کر آج تک باز یاب نہیں ہو سکے ہیں۔ میں وزیر صاحب سے یہ جاننا چاہوں گا کہ اس معاملہ کا کیا نوٹس لیا گیا ہے؟ کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟ کیونکہ چار دن گزر گئے ہیں لیکن ابھی تک مغویوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے کہ یہ کن حالات میں ہیں اور ان کے ساتھ کیا گزر رہی ہے ۔ ان کے اہل خانہ اور ان کے جو دوسرے عزیز لوگ ہیں، ان میں شدید تشویش پائی جاتی ہے۔ مہربانی کرکے گورنمنٹ کی طرف سے وزیر صاحب اس پر روشنی ڈالیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

شیخ رشید احمد: کس کے بارے میں جناب ۔

جناب چیئرمین: یہ جو لورالائی بلوچستان میں واقعہ ہوا ہے۔

شیخ رشید احمد: جناب چیئرمین! میں اس کے لئے تھوڑا سا وقت چاہوں گا تاکہ میں ان سے پوچھ کر ہاؤس میں بتا سکوں۔

جناب چیئرمین: جناب رضا محمد رضا ۔

III) RE: QUESTIONABLE ROLE OF I.G POLICE BALOCHISTAN

جناب رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ ، کل کا کوئٹہ کا واقعہ انتہائی خونی سانحہ ہے بڑا اذیت ناک ہے تمام پشتون بلوچ اس کو دیکھیں اس ملک کے تمام عوام اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ اس پر جلدی سے نہیں بلکہ تفصیل سے بولنا چاہتا ہوں لیکن آپ جیسا حکم فرمائیں گے۔

جناب چیئرمین! اگر اس ایوان کو کوئٹہ کے تمام واقعات سے آگاہ کیا جائے تو اس تک پہنچنا بڑا آسان ہوگا ، وہاں پر law enforcing authorities نے ، وہاں کی forces نے دس دن پہلے ایک شور مچایا تھا ۔ forces کی deployment کا ریہرسل کا ہم نے بہت بڑا انتظام کر رکھا ہے ۔ کوئی واقعہ ہم ہونے نہیں دیں گے ۔ میں شیخ صاحب سے اختلاف کرتا ہوں کوئٹہ کے سب سے بڑے بازار میں میزان چوک ، باچاخان چوک ، پارلیمنٹ چوک جیسا بڑا چوک ہے جس پر حملہ ہوا ہے اور تمام شہر میں اس رات forces مورچہ بند تھے ۔ BRB ، وہاں کی ملیشیا وہاں کی پولیس ہزاروں کی تعداد میں موجود تھیں تو نتیجہ گری یہ ہے کہ منظم پلان کے تحت یہ ریاستی دہشت گردی ہے ، پولیس کی ، forces کی ، حکومتی ایجنسیوں کی control and command میں یہ واقعہ ہوا ہے اور اتنا وحشتناک کہ ۵۰ آدمیوں کے قریب تو اب تک خدا کے پاس جا پہنچے ہیں ۔ ڈیڑھ سو کے قریب زخمی ہیں ۔ جن میں سے بیسیوں کی حالت انتہائی خراب ہے۔ جناب چیئرمین ! اس واقعے کے رونما ہوتے ہی تمام forces نے شہر خالی کیا ، ہماری ایسی forces ہیں ۔ شیخ صاحب ذرا معلومات کریں کہ پانچ گھنٹے تک کوئی law enforcing authorities حکومت کا کوئی مسلح force کوئٹہ شہر میں موجود نہیں رہا ۔ کوئٹہ شہر بلوائیوں کے حوالے کیا گیا تھا اور پانچ گھنٹے تک کوئٹہ شہر کو آگ کا ، لوٹ مار کا نشانہ بنایا گیا ۔ اربوں روپے کے حساب سے نقصان ہوا۔ کوئٹہ کی تمام تاریخ میں فرقہ واریت کے کوئی واقعات نہیں ہوئے ۔ دہشت گردی اس وقت سے شروع ہے جب سے جنرل ضیاء کے وقت سے ایجنسیوں نے یہ کام شروع کیا ۔ یہ جو آج ہم روتے ہیں ۔ فرقہ واریت کے نام پر یہ تمام جاسوسی تنظیمیں تھیں ان کو جو بھی نام دیں اور ہمیں افسوس ہے کہ ہماری دینی جماعتوں نے انہی قوتوں کو own کیا تھا یہ

جتنی بھی مسلح تنظیمیں ہیں جن کے نام بھی آج اس تحقیقات میں آئیں گے کہ یہ کونسا لشکر طیبہ کا، کونسا لشکر صحابہ تھا کونسا کیا تھا؟ یہ تمام سرکاری ایجنسیاں ISI کی تنظیمیں تھیں، جنہوں نے اس ملک میں یہ آگ کے شعلے بھڑکائے ۔ ان کو افغانستان میں ---

جناب چیئرمین: رضا صاحب ذرا مختصر رکھیں ، اس issue پر اگر آپ نے تفصیلی بات کرنی ہے تو آپ کے پاس اور طریقے موجود ہیں ۔ ان پر جائیں۔ میں سمجھتا ہوں باقی سب بھی بات کرنا چاہتے ہیں ۔ اس کے اور بھی طریقے ہیں۔

جناب رضا محمد رضا: جناب میں متعلقہ بات کر رہا ہوں ۔ جناب چیئرمین! ہمارے جنرل صاحب نے کہا ہے کہ فرقہ واریت کے خلاف ہم نے اقدامات کرنے ہیں اور یہ بات موجود ہے، اس کی پرورش کی گئی ہے یا ہم نے ایسے حالات تیار کیے ہیں اور اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ہمارے جنرل صاحب چاہنے کے باوجود ہماری establishment اور ملٹری کی کچھ کڑیاں ایسی ہیں جو چاہتے ہیں کہ دہشت گردی کا خاتمہ ہو ، لیکن وہ بے بس ہیں ۔ کل کے واقعات نے ثابت کیا ہے کہ وہ کوئٹہ میں بے بس ہیں اور سڈل جیسا ایک شخص موجود ہے ۔ میں نہیں جانتا کہ شعیب سڈل کس کا پابند ہے وہ آج کل اس پولیس آرڈیننس کے تحت ، وہ نہ وزیر اعلیٰ کے سامنے جوابدہ ہے نہ گورنر کے سامنے ، یہ جنرل صاحب کے سامنے جوابدہ ہے ۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کی اعلیٰ سطحی تحقیقات کی جائیں اور نہ صرف یہ کہ جو واقعات ہوئے ہیں ان واقعات کی تمام تصویر لائی جائے ۔ کس کا حکم تھا کہ یہ واقعہ رونما ہونے کے بعد تمام forces نے سارے شہر کو خالی کیا ۔ پانچ گھنٹے تک شہر میں لٹ مار ہوتی رہی ۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ عوام جن کی متاثرین کے ساتھ ہمدردی تھی ، مقتولین کے ساتھ ، ہمارے شیعہ مسلمانوں کے ساتھ ، تمام عوام کی ہمدردی تھی لیکن ایک ایسا اقدام کرنا کہ ان کی ہمدردی ختم ہو جائے اور عوام تقسیم ہو جائے ---

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے ۔

جناب رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! یہ بڑے سنجیدہ واقعات ہیں ان کا اگر اس ایوان میں ہم نوٹس نہیں لیتے ، یہاں پر ہم ان کے لیے اقدامات اور لائحہ عمل طے نہیں کرتے تو

ایک IG کے level پر وہ وہی کرے گا جو ان کو اپنی ایجنسیاں احکامات دیں گی پھر ہم یہ کہیںکہ پارلیمنٹ کو اس ملک کو چلانے کا کوئی اختیار نہیں ہے ۔ ہمارے شیخ صاحب بھی یہ تسلیم کریں کہ ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ شیخ صاحب! ہمیں صرف information نہیں چاہیئے، ہمیں واقعات کی تمام تصویر چاہیئے کہ کون کون سے واقعات ہوئے۔ کوئٹہ کا تمام شہر خالی رکھا گیا اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ forces کے لوگوں نے کہا کہ ہمیں یہ حکم تھا کہ firing ہوتے ہی آپ شہر خالی کریں۔ یہ بڑے افسوسناک واقعات ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیئے۔شیخ صاحب نے بولا ہے۔

جناب رضا محمد رضا: جناب اس کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کی جائیں اور ہمیں اس شعیب سڈل صاحب سے بچائیں۔ ہم اس ایوان کے توسط سے اپیل کرتے ہیں کہ یہ بڑا بدنام زمانہ شخص ہے، اس نے کراچی کو تباہ کیا اور اب پتا نہیں یہ کوئٹہ میں کیسا واقعہ ہے۔ ہمیں اس سے نجات دلائی جائے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیئے۔ ڈاکٹر شہزاد وسیم صاحب۔

ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب میں آپ کی توجہ اسلام آباد میں ہونے والے ایک واقعہ--

(اس موقع پر اذان مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی شہزاد وسیم صاحب مختصر رکھیئے گا، نماز کا وقت ہے۔

ڈاکٹر شہزاد وسیم: ٹھیک ہے جناب۔ میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ اسلام آباد میں ہونے والے پچھلے کچھ عرصے سے ان واقعات کی طرف دلانا چاہتا ہوں---

پروفیسر خورشید احمد: جناب! پہلے نماز کا وقفہ کر لیجیئے۔

ڈاکٹر شہزاد وسیم: صرف ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے ان کو بات کرنے دیں، اس کے بعد وقفہ کر لیتے ہیں۔

IV) RE: THE STUDENTS HAVE BEEN MADE VICTIM OF SEXUAL ABUSE IN A COLLEGE IN ISLAMABAD

ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب! اسلام آباد پاکستان کا دارالخلافہ ہے اور یہاں پر اس وقت صورتحال یہ ہے کہ تعلیم کے نام پر ایک کالج چل رہا ہے کہ جس میں کالج کی آڑ میں بچوں کو sexual abuse کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ 1999ء میں یہ کالج بند ہوا۔ 30 بچوں نے complaints کیں، دو مقدمات دائر ہوئے، کالج بند ہوا۔ وہ شخص arrest ہوا اور اس کے بعد وہ رہا ہو گیا اور آج کی تاریخ میں اس کالج کو دوبارہ کھلنے کی اجازت ملی ہے تو اس وقت 9 بچے FIR درج کرا چکے ہیں۔ ان کی medical reports وہاں پر آ چکی ہیں۔

جناب! آج جب میں اس ایوان میں آ رہا تھا تو باہر وہ بچے اور ان کے والدین ان ایوانوں کے سامنے ایک بے بسی اور بے کسی کی صورت میں سراپا احتجاج بنے ہوئے تھے۔ آج جب ہم دنیا میں انسانی حقوق کے حوالے سے perceptions clear کرنے کی کوشش میں لگے ہیں تو اس قسم کے واقعات ہمیں کہیں نہیں لے کر جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو خصوصی اہمیت دینی چاہیئے۔ انسانی حقوق کسی ایک جماعت، کسی ایک پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے یہ سب کا بحیثیت قوم ایک مسئلہ ہے۔ جناب! میں آپ کی توجہ چاہوں گا، انسانی حقوق کے منسٹر صاحب بھی تشریف رکھتے، Interior Minister صاحب اس وقت یہاں نہیں ہیں، ان تک بھی یہ پیغام پہنچایا جائے تاکہ آج کے بعد اس ملک کی تاریخ میں اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہ ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب نے سنا ہے، He will check on it and then come back to the House. اب مغرب کی نماز کے لئے برخاست کرتے ہیں اور انشاء اللہ 6:40 پر we will reconvene.

[The House was then adjourned to meet again after Maghreb Prayer at 6:40 p.m.]

[The House reassembled after interval for *Maghreb Prayers*]

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آلہ محمد۔ Should we now go on with the business of the House یا اور بھی بولنا چاہتے ہیں --- اچھا

پھر ذرا مختصر رکھیے۔ مہربانی کریں repeat نہ کریں۔ کیونکہ باقی بھی ہیں تو میں سب کو باری باری موقع دے دیتا ہوں تشریف رکھیے۔ جی سواتی صاحب۔

Mr Muhammad Azam Khan Swati: Thank you Mr. Chairman. I want to share with my colleagues that even uttering the word 'Shia' and 'Sunni' is not graceful in this House because this has bifurcated Muslim Ummah unity altogether. In order to re-enforce my submission, I would say that Mohammad, my beloved Prophet *(Sallallah Aleh Wasallam)* was neither Shia nor Sunni. This word should be taken into that context and I would really appreciate to avoid using the word Shia and Sunni. Thank you very much sir.

Mr. Chairman: Mr. Ishaq Dar.

V) RE: MAKING OF AN ENQUIRY COMMISSION UNDER A SUPERIOR JUDGE REGARDING TRIBAL AREAS

جناب محمد اسحاق ڈار: شکریہ جناب چیئرمین۔ جیسا منسٹر صاحب نے فرمایا کہ'

کا superior judge کہ ایک now the honourable Minister is not here, he said

sir, he has not 'مقرر کر دیا گیا ہے۔ ان کو enquiry کا task دیا گیا ہے' commission

کے بارے میں جو پچھلے explained what time frame has been given? Tribal area

ہفتے یہاں بحث ہوئی ہماری break میں ایک اچھی بات نظر آئی کہ press میں جو یہاں

suggestion تھی کہ time frame کے ساتھ ایک high powered enquiry ہونی چاہیے'

جنرل مشرف نے اس کا order کیا اور شاید ان کو دس دن دیے۔ اس میں انہوں نے time

frame نہیں بتایا کہ یہ کتنے عرصے میں report ہو گی۔ اگر وہ یہاں ہوتے یا کوئی اور

honourable Minister ہمیں بتا سکے کہ یہ time bound ہے یا open handed ہے۔

دوسری بات، انہوں نے ایک خوش آئند movement کی کہ پہلی دفعہ

جناب ! یہ بڑی He said this is government's failure. - کی responsibility accept
اچھی شروعات ہے اور میرا خیال ہے کہ انہیں اسے further democratically آگے لے کر
جانا چاہیے جیسا کہ دنیا کے جمہوری ممالک میں جب ایسے واقعات ہوتے ہیں، جو بھی Minister.
Incharge ہو وہ اپنی ذمہ داری سے step down کرتے ہیں۔ یہ انہوں نے جو آدھی بات کی
کہ حکومت اس کی ذمہ داری قبول کرتی ہے، وہ آگے ہمیں یہ بھی بتائیں کہ کون صاحب اس
وجہ سے step down کریں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب time frame کا question raise ہوا تھا کہ
enquiry کا کوئی indicative time frame ہو۔

شیخ رشید احمد: جناب! آج امید ہے کہ اس enquiry کا اعلان ہو جائے گا۔ جہاں
تک میرے اچھے دوست اور معزز رکن نے days کا کہا ہے جناب، میں نے ان کو وہ وجہ بتا
دی ہے۔ بڑا sensitive day تھا اس لیے ہم نے تعداد جو ہے، اور ملک کے لیے ہم نے یہ کیا،
تو یہ سب کے لیے کیا کیونکہ جلوس دھرنا دے کر بیٹھے ہوئے تھے۔ کراچی میں ایک طرف سے
شیعہ جلوس آرہا تھا اور دوسری طرف سے سنی جلوس نکل آئے تھے۔ جناب چیئرمین! اس لیے ہم
نے اس واقعے میں یہ پالیسی اپنائی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ نگہت آغا صاحبہ۔

VI) RE: A REPORT IN "THE NEWS" THAT THE AMERICANS WILL FIGHT ON THE LAND OF PAKISTAN AND ALSO THEY WILL CHARGE PAKISTANI SCIENTISTS.

ڈاکٹر نگہت آغا: بہت شکریہ۔ میں آپ کی توجہ newspaper "NEWS" کی
طرف دلانا چاہتی ہوں۔ دو تین دن سے یہ news آ رہی تھیں اور یہ کوئی اچھی news نہیں ہیں
کہ ادھر آکر Americans لڑیں گے جس کی government نے تردید کی۔ اس کے علاوہ یہ
خبر کہ scientists کو America charge کرے گا and all that ان news کی تردید کی
گئی ہے مجھے پتا ہے لیکن یہ سمجھ نہیں آتا کہ یہ news کس source سے اخباروں میں دی

جاتی ہیں کیونکہ بہرحال قبائلی علاقے اور Northern Areas والے یہ سن کر ضرور hurt ہونے ہوں گے کہ ہمارے علاقے میں آکر Americans لڑیں تو اس بارے میں کچھ ہو سکتا ہے کہ غلط news کو ذرا روکا جائے۔ Thank you sir.

جناب چیئرمین: شیخ صاحب آپ بولنا چاہیں گے۔

شیخ رشید احمد ۔ جناب چیئرمین! متعدد مرتبہ highest level سے صدر صاحب نے، گورنمنٹ نے بہت ذمہ داری سے کہا ہے کہ پاکستان کی سرزمین پر کوئی غیرملکی فوج نہیں آسکتی ۔ ایکشن کے لئے کسی دہشت گردی کے خلاف ، ہماری فوج میں اتنی صلاحیتیں ہیں کہ ہم اپنی ذمہ داری خود ادا کرسکتے ہیں۔ اور اتنی contradiction کے باوجود بار بار اگر کوئی western media کوئی خبر دیتا ہے تو پاکستان میں اس کو زیادہ اہمیت دے دی جاتی ہے ۔ جبکہ ہمارے ذمہ دار اخبارات بالکل ذمہ داری سے یہ لکھ رہے ہیں کہ حکومت اس کی سختی سے تردید کر رہی ہے اور حکومت اپنا بیان دے سکتی ہے ۔ پاکستان کے view point کو زیادہ اہمیت ہونی چاہیے چہ جائیکہ کوئی باہر سے اٹھ کر کوئی خبر دے دے ۔

جناب چیئرمین: مسٹر فرحت اللہ بابر۔

VII) RE: INCIDENT IN QUETTA.

جناب فرحت اللہ بابر: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین! سانحہ کوئٹہ کی بھرپور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں اور یہ اچھا ہوا کہ وزیر صاحب نے یہ کہا کہ انکوائری ہو رہی ہے اور اس کی رپورٹ اس سینیٹ میں بھی پیش کی جائے گی ۔ میں اس میں ایک بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ وزیر موصوف کے بیان کے مطابق تین حملہ آور تھے ، دو اس میں ہلاک ہو گئے ہیں اور ایک گرفتار ہو چکا ہے ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جو گرفتار ہوا ہے وہ زخمی حالت میں ہے ۔ اس کی زندگی بچانے کی کوشش کی جائے تاکہ اس سے معلومات مل سکیں۔ اس سے پہلے جناب چیئرمین! کوئٹہ میں جو واقعہ ہوا تھا اور اسی طرح کا ایک زخمی حملہ آور جو عینی گواہ بھی تھا پراسرار حالات میں مارا گیا تھا ۔ اور ۱۹۹۶ء میں بھی میرمرتضیٰ بھٹو قتل کیس میں کراچی میں اسی طرح ایک پولیس آفیسر جو عینی گواہ تھا اور وہ بھی پراسرار حالات میں مارا گیا

تھا۔ تو ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کی زندگی کو بچایا جائے اور اگر وزیر موصوف مناسب سمجھیں تو وضاحت کردیں کہ کیا اقدامات اس کے لئے کئے گئے ہیں۔

سانحہ کوئٹہ کی مذمت کے ساتھ ساتھ میں آپ کی توجہ اس پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر جو مظاہرہ ہو رہا ہے اور جس کی طرف ڈاکٹر وسیم صاحب نے نشاندہی کی اس کی طرف بھی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اسلام آباد کے ایک پرائیویٹ کالج میں جو یہ دلخراش واقعات ہوئے ہیں ہمارے فاضل سینیٹر صاحب نے کہا وزیر داخلہ صاحب کی ذمہ داری ہے اور وہ اس بات کی وضاحت کریں۔ میں اس کے ساتھ یہ add کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر داخلہ کے ساتھ ساتھ وزیر تعلیم کی بھی ذمہ داری ہے کہ یہ کالج ۱۹۹۹ء میں قائم ہوا اور یہی شخص اس وقت گرفتار بھی ہوا تھا۔ یہ کالج بند ہونے کے بعد اور ان کے کرتا دھرتا گرفتار ہونے کے بعد ان کو دوبارہ کالج کھولنے کی اجازت کس نے اور کیوں دی؟ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: جناب نصیر مینگل۔

جناب محمد نصیر مینگل: نحمده و نصلی علی رسوله الکریم، بسم الله الرحمن الرحیم، جناب چیئرمین! کل کوئٹہ میں جو واقعہ ہوا اس کی جتنی مذمت کی جائے، کم ہے۔ ایسا ہونا نہیں چاہیے تھا۔ میں آپ کو یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں اور میرے تمام colleagues بھی اس بات سے agree کریں گے کہ یہ کوئی مذہبی یا فرقہ واریت نہیں ہوئی ہے۔ کوئی مسلمان دوسرے فرقے کے خلاف اس قسم کی دہشت گردی نہیں کر سکتا۔ میرے خیال میں کوئی ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہمارے ملک میں کچھ ایسے مسائل پیدا ہو گئے ہیں کہ ہر چیز کا ذمہ دار حکومت کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ وہاں کی صوبائی حکومت نے اپنی پوری کوشش کی تھی۔ پرسوں سے وزیراعلی اپنی کابینہ سمیت تمام بارگاہوں میں گئے۔ علماء کرام سے مشاورت ہوئی، notables سے ہوئی، تمام لوگوں سے بات چیت ہوئی۔ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے Home Minister اور کوئٹہ کے City Nazim جلوس کے ساتھ جا رہے تھے۔ شومئی قسمت یہ ہے کہ firing سے پہلے suicide ہوا ہے اور اس قسم کے suicide attacks پوری دنیا میں ہو رہے ہیں۔ جیسے کہ آپ نے سن لیا اور دیکھا ٹی وی پر کہ کربلا میں کتنی

ہلاکتیں ہوئیں۔ افغانستان میں یا عراق میں امریکہ کے خلاف اس طرح کے suicide attacks ہوتے ہیں۔ فلسطین میں suicide attacks ہو رہے ہیں۔ جنہیں control کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن حکومت اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہی ہے۔ ہمیں صرف حکومت کو ذمہ دار ٹھہرانے کے ساتھ عوامی سطح پر، تمام لوگوں کو مل کر اس قسم کی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے مل کر، چاہے اپوزیشن ہو، treasury benches ہوں، علماء کرام ہوں یا notables ہوں، یہ اس وقت ختم ہو سکتا ہے جب عوام کی تائید حاصل ہو اور عوام ان کا ساتھ دیں۔ ساتھ ہی تعداد کا جو فرق ہے، شیخ صاحب نے وضاحت کی ہے۔ میں تھوڑا سا اس میں اضافہ کروں گا۔ میری وزیر اعلیٰ سے بھی بات ہوئی ہے اور دوسرے متعلقین سے بھی۔ تو جب کرفیو لگا، کچھ لوگ مر گئے، کچھ لوگ لاشیں لے گئے۔ آپ جانتے ہیں کہ بلوچستان میں قبائلی یا دوسرا سسٹم ہے۔ شہری زیادہ سوچ نہیں رکھتے ہیں۔ کچھ اپنے گھروں میں لے گئے۔ سب محصور ہو گئے۔ اس لئے تعداد میں کچھ تضادات پائے گئے ہیں۔ میرے خیال میں جس طرح شیخ صاحب نے کہا ہے وہ سامنے آ جائے گا۔ اس قسم کے واقعات صرف بلوچستان میں نہیں ہوئے ہیں۔ یہاں پنجاب میں بھی ہوئے ہیں۔ راولپنڈی میں صدر صاحب پر دو دفعہ حملہ ہوا ہے۔ ان کے لئے سیکورٹی کے انتہائی اقدامات کئے گئے تھے۔ اس کے باوجود خودکش حملوں کو کوئی روک نہیں سکا۔ لہذا، اس قسم کے خودکش حملے ہوتے ہیں، ان پر قابو پانے کے لئے سب سے پہلے ہمیں بغیر کسی کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ کوئی حکومت برخاست ہونے سے یہ ختم نہیں ہو سکتے ہیں۔ یہ اس وقت ہوگا جب عوامی سطح پر عوام الناس یہ فیصلہ کر لیں کہ ایسے اقدامات کی مذمت کریں گے۔ جہاں بھی ہوں نشاندہی کریں گے اور ساتھ ہی جہاں دہشت گردی ہوگی اس کے خلاف حکومت وقت چاہے وہ وفاقی ہو یا صوبائی، جو بھی اقدامات کرے ہم اس کو appreciate کریں اور کسی کی طرفداری نہ کریں۔ تو اس میں government کو بھی سہولت ہوگی اور حکومتی اداروں کو بھی سہولت ہوگی کہ ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ جو بھی ملزم ہو اور جس سے بھی اس کا تعلق ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ political party یا مذہبی جماعت سے اس کا تعلق ہوگا۔ یہ پاکستان، یہ وفاق، یہ صوبائی حکومتوں بلکہ پارلیمنٹ اور جو ہمارا کامیاب system چل رہا ہے یا جو صوبائی حکومتیں منتخب ہوئی ہیں یہ ان کے خلاف ہو رہا ہے بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہو رہا

ہے۔ تو ہم سب کو مل کر اس کے تدارک کے لئے کوششیں کرنی چاہئیں۔ صوبائی حکومت کو بھی احساس ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کی بھی کوشش ہوگی کہ جو culprits ہیں، دہشت گردی کرنے والے جو مر گئے ہیں یا جو زخمی حالت میں پکڑا گیا ہے، اس سے جو معلومات حکومت کو حاصل ہوں گی وہ عوام کے سامنے رکھیں گے۔ صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب نے بھی اعلان کیا ہے کہ ہائی کورٹ کے جج صاحبان کے ذریعے اس واقعے کی تحقیقات کریں گے۔ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت بھی اپنے اداروں کے ذریعے تحقیقات کر رہی ہے۔ امید ہے کہ وہ اس واقعہ کی کسی تہہ تک پہنچ جائیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر اکبر خواجہ۔

ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جیسا کہ دیگر ممبران نے اس سانحے کی مذمت کی ہے۔ میں بھی پرزور مذمت کرتا ہوں کہ یہ افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے۔ میں جو aggrieved families ہیں ان کے ساتھ government کے تعاون کی request بھی کرتا ہوں۔ ایک بات جو ہمارے وزیر اطلاعات نے کہی ہے کہ پاکستان کا جو میڈیا ہے کسی وقت صحیح خبریں نہیں دیتا۔ آج انہوں نے یہ confirm کیا ہے۔ اگر number کو confirm نہیں کرنا تھا تو ہم وہ number بتا دیتے۔ شاید اس میں دوسرے میڈیا جو confirm number بتا رہے تھے، وہ helpful ہوتے اس کو سمجھنے میں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج Interior Minister کا یہاں ہونا ضروری تھا تاکہ وہ اس واقعے پر اپنا reaction show کرتے۔

دوسری بات یہ ہے جیسا کہ ہمارے دوسرے دوستوں نے society for human rights and prisoner aid کی جو discussion کی ہے outside the Parliament, انہوں نے جو گزارشات کی ہیں اسلام آباد کے students کے بارے میں، میری request ہوگی کہ آپ بحیثیت چیئرمین اس کا فوری---

جناب چیئرمین: نہیں۔ وہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ he will take it up.

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank You.

Mr. Chairman: Abida Saif Sahiba.

مسز عابدہ سیف ایڈووکیٹ: جناب چیئرمین! شکریہ۔ سب سے پہلے میں کوئٹہ میں ہونے والے کل کے اندوہناک واقعے کی پرزور مذمت کرتی ہوں اور حکومت سے امید کرتی ہوں کہ وہ اس سلسلے میں ایسے اقدامات کرے گی کہ آئندہ ایسے واقعات رونما نہ ہوں۔ اس واقعے کی تحقیقات کرا کر ملوث افراد کو قرار واقعی سزا دے دی جائے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ بچوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اب تعلیمی ادارے بھی اس سے محفوظ نہیں رہے۔ اگر اس سلسلے کو نہ روکا گیا تو پھر کسی کی باجرہ اور کسی محفوظ نہیں رہ سکے گی۔ لہذا' ان ملزمان کو جو اس کے مرتکب ہوئے ہیں' سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ اس طرح کے واقعات پھر نہ ہوں اور اس سلسلے میں سخت قوانین بنائے جائیں بلکہ ان پر سختی سے عمل بھی کروایا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: پروفیسر محمد ابراہیم۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں بھی دیگر فاضل اراکین کے ساتھ اپنی آواز شامل کرتا ہوں اور اس واقعے کی مذمت کرتا ہوں۔ جہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ مجرموں کو گرفتار کرکے انہیں قرار واقعی سزا دلوائی جائے' اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ملک میں دہشتگردی کے واقعات کو روکا جائے۔ اس ایوان میں اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ فرقہ واریت نہیں ہے بلکہ دہشت گردی ہے۔ دہشت گردوں کا راستہ روکنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کی جائے۔ پہلے یہ کام ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم سے بھی ہوا ہے اور جیسے عزیزاللہ سنکزئی صاحب نے نشاندہی کی ہے کہ بلوچستان میں امام کے پلیٹ فارم سے بھی ہوا ہے۔ ہمارے شیعہ دوست اور دوسری جماعتوں کے دوست مل کر بیٹھتے ہیں۔ اگر مختلف فرقوں کے لوگ مل بیٹھیں گے تو ہم آہنگی پیدا ہوگی اور اس طرح سے دہشت گردی کے دروازوں کو بند کیا جا سکتا ہے۔ اس جانب توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔

میں یہ بھی تجویز کروں گا کہ وزیر محترم نے جس طرح تحقیقات کروانے کی بات کی

ہے ' اس واقعہ کی تحقیقات بھی کروائی جائے۔ آج ریڈیو میں بتایا گیا ہے کہ پارہ چنار میں بھی ایک افسوس ناک واقعہ ہوا ہے اگرچہ اس کا سبب بجلی کے short circuit کو قرار دیا گیا ہے اور اس کے نتیجے میں ہونے والی بھگدڑ میں آٹھ خواتین اور پانچ بچے جاں بحق ہو گئے ہیں۔ اس واقعہ کی بھی انکوائری کروائی جائے اور اس کے اصل اسباب ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت ہندوستان کا ایک کونسل خانہ جلال آباد میں کام کر رہا ہے اور دوسرا قندھار میں' ان کا بنیادی کام یہ ہے کہ پاکستان میں انتشار کو فروغ دیا جائے اور یہاں پر ہم آہنگی پیدا نہ ہونے دی جائے ۔ اس چیز کی بھی تحقیق کی جائے۔ اس پہلو کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب سجاد بخاری۔

سید سجاد حسین بخاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں صرف ایک منٹ لوں گا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قسم کے واقعات اس سے پہلے بھی ہو چکے ہیں اور لاتعداد قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں اور جب بھی اس پر تشویش کا اظہار کیا جاتا ہے' خاص طور پر اپوزیشن کی طرف سے' تو یہ کہا جاتا ہے کہ فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ ملک محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ اگر ملک محفوظ ہاتھوں میں ہے اور ملک کے عوام غیر محفوظ ہیں تو پھر یہ صورت حال قابل قبول نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہی جاتی ہے کہ دہشت گردوں کو دہشت گردی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ بھائی! وہ آپ سے اجازت کب مانگ رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کی اجازت سے ہو رہا ہے۔ اس لئے please اس قسم کی صورت حال پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

یہاں بلوچستان سے تعلق رکھنے والی مختلف سیاسی جماعتوں کے دوستوں نے ایک بات کہی ہے اور ایک جیسا مطالبہ کیا ہے کہ وہاں کے IG شعیب شڈل کو معطل کیا جائے یا اسے وہاں سے remove کیا جائے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب مختلف جماعتیں ایک جیسا درد محسوس کر رہی ہیں تو حکومت کی کیا ایسی مجبوری ہے کہ اسے شخص کو وہاں رکھنا ضروری ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: مولانا راحت حسین۔

مولانا راحت حسین: جناب چیئرمین ! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں عرض کرتا ہوں کہ بلوچستان کے واقعہ کے بارے میں جتنی بھی مذمت کی جائے، وہ کم ہے۔ ایسے واقعات جب ملک میں ہوں گے تو اس سے ملکی ساکھ کو زبردست نقصان پہنچتا ہے۔ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ ملک کو امن کے راستہ پر گامزن کیا جائے۔ اپوزیشن اور ساری قوم کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس ملک کو سیدھے راستہ پر چلنے کے لئے اقدامات کرے۔

دوسری بات جو فرحت اللہ بابر صاحب اور شہزاد وسیم صاحب نے اسلام آباد کے ایک کالج کے حوالے سے کہی ہے۔ یہ ایک بہت ہی سنگین مسئلہ ہے۔ اس کو حل کرنا چاہیے۔ یہاں رضا ہراج صاحب تشریف فرما ہیں، ان کے علم میں، میں ایک بات لانا چاہتاہوں جو ٹیکسٹائل یونیورسٹی کے حوالے سے ہے۔یہاں اس کے students آئے تھے، انہوں نے پارلیمنٹ کے سامنے بہت احتجاج کیا تھا اور پھر رضا ہراج صاحب سے ملاقات کے لئے بھی گئے تھے۔ اس کے بارے میں یہاں کامل علی آغا نے point of order پر بات کی تھی لیکن آج تک وہ مسئلہ حل نہیں ہوا۔ رضا ہراج صاحب نے ایک letter بھی issue کیا تھا، اس letter میں یہ لکھا تھا کہ اس مسئلہ پر ایک کمیٹی بنائیں گے لیکن آج تک اس کے متعلق کمیٹی نہیں بنی ہے۔ اس کی وضاحت ہو جائے تو students اور ان کے والدین مطمئن ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین: ہراج صاحب ! مولانا صاحب ٹیکسٹائل یونیورسٹی کی بات کر رہے تھے۔ یہ فیصل آباد یونیورسٹی کی بات ہے۔

جناب محمد رضا حیات ہراج: فیصل آباد یونیورسٹی کے متعلق مجھے بتایا گیا تھا کہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ مین نے اسے خود follow کیا تھا مجھے یہ یاد ہے۔

جناب چیئرمین: ہراج صاحب ! مولانا صاحب Textile University کی بات کر رہے تھے۔یہ فیصل آباد کی یا اسلام آباد کی۔ فیصل آباد والے کا تو جتوئی صاحب نے بتایا تھا کہ مسئلہ حل ہوگیا ہے میں نے خود بھی follow کیا تھا، مجھے یاد ہے۔

Mr. Muhammad Raza Hayat Hiraj: Honourable Chairman!

With your

کرنا چاہوں گا کہ جناب کی ہدایت پر submit میں permission.

sir I met the delegation of the students who had assembled outside the premises of the Parliament

record was sent to the ان کے سارے issue پر ہم نے brief لیا' تمام record لیا اور committee بنائی اس پر نے Prime Minister's Secretariat Prime Minister sahib اور Minister for Industries کو direct کیا کہ اس معاملہ کو خود inspect کریں اور اس کمیٹی کی report جلد از جلد واپس بھیج دی جائے۔ میرے خیال میں جناب! جہاں تک مجھے یاد ہے' جو action اس پر لیا گیا تھا' اس کی ایک کاپی میں نے Senate Secretariat میں بھی بھجوائی تھی۔ آج تھوڑی دیر پہلے honourable Senator صاحب تشریف لائے تھے and he was enquisitive کہ مجھے اس بارے میں apprise کیا جائے۔ تو

I have informed the honourable Member that in the due course I shall be informing him personally as well as to the august House also sir.

Secondly, sir, آج ایک issue raise کیا گیا جو کہ

Society for the Human Rightson the Present Age regarding one of the principles . Sir , I can assure this august House and all the honourable members

کہ ابھی چونکہ findings offacts ہو رہی ہیں جناب' FIR کٹ چکی ہے' I can assure august House that if proven guilty, the most strict legal and penal action

would be taken against the culprit, sir. ہم سختی سے اس معاملے کو دیکھیں گے

and I will personally ensure , sir , as a Minister of State Incharge for Human Rights , I will personally ensure , sir , that inquiry will benon-partison and according to the procedure also . Thank you very much sir.

جناب چیئرمین: پری گل آغا صاحبہ،

مسز آغا پری گل : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین ! آپ سے میں ایک request کروں گی کہ آپ اس بات کو کم سے کم ذرا serious لیں ۔ بلوچستان میں اکثر اس طرح کے بہت زیادہ واقعات ہو رہے ہیں ۔ میرے خیال میں پچھلے سال بھی دس بارہ لوگ قتل ہوئے اور یہ جو کل کا واقعہ ہے یہ بہت خطرناک اور درد ناک واقعہ ہے ۔ آپ یقین کریں کہ بلوچستان میں جب سے ہم پیدا ہوئے ہیں۔ آج تک کبھی بھی ایسا نہیں ہوا ۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ پٹھان ، بلوچ ، شیعہ ، سنی یہ کوئی شیعہ سنی کی بات نہیں ہے ۔ نہ کسی اور ادارے کی بات ہے۔ ہمارے بلوچستان میں اس وقت ایسے لوگ گھسے ہوئے ہیں۔ ہمارے اپوزیشن والے بھائی جو اتنا چیختے ہیں ۔ آپ یقین کریں کہ صحیح چیختے ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے ۔)

مسز پری گل آغا: صحیح بات ہے ۔ اتنے سارے لوگوں کا مرنا اور ہمارے لوگ اکثر یہ دلاسا دیتے ہیں کہ جی ٹھیک ہوگا ۔ پچھلی دفعہ بھی ہم سب اکٹھے کھڑے ہو گئے اور ہم نے گورنمنٹ سے یہ request کی کہ خدا کے لیے آپ بلوچستان پر ذرا سا توجہ دیں ۔ اتنے سارے لوگ مر رہے ہیں ۔ دیکھیں پہلے ایک اتنا بڑا واقعہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ جی سب ٹھیک ہوگا ۔ کمیٹی بیٹھائی جائے گی۔ کوئی کمیٹی نہیں بنی۔ پھر دوسری دفعہ وہاں پولیس کے اتنے سارے لوگ مرے ۔ تب بھی کچھ نہیں ہوا ،

تیسری دفعہ اب یہ اتنا بڑا واقعہ ہے کہ رات جب ٹیلی ویژن پر ہم نے سارا scene دیکھا اور اس کے بعد ہم نے اپنے رشتے داروں سے معلومات کیں۔ آپ یقین کریں کہ ٹیلی فونوں میں چیخوں کی آوازیں آ رہی تھیں اور اتنے سارے لوگ پریشان۔ تو میں آپ سے ایک درخواست کروں گی ۔ please آپ تھوڑا سا سختی سے action لیں اور یہ نہ کہیں کہ منسٹر سے پوچھا جائے گا۔ یا دیکھا جائے گا ، نہیں ، سینیٹ میں ایسا تاریخی action کریں اور ان لوگوں کو اتنی بڑی سزا دی جائے تاکہ دوبارہ بلوچستان میں اس طرح نہ ہو ۔ آپ یقین کریں اور خود سوچیں کہ کتنے سارے لوگ مرے ہیں ۔ ٹھیک ہے وہاں پر گورنمنٹ نے بہت بڑا کارنامہ سر انجام دیا ایک دم

پولیس نے action لیا ہمارا چیف منسٹر بیچارہ اور گورنر خود وہاں پر سروے کرتے رہے۔ مگر اس کے باوجود بھی ایک رات میں بیس پچیس آدمی ایک side پر مرے اور یہاں تک کہ آج تک بلوچستان میں عورتوں پر حملہ ہوا نہیں ہوا۔ مگر جس طریقے سے گھروں سے نکالا گیا اور یہ شکر ہے کہ کسی عورت پر کسی نے ہاتھ نہیں اٹھایا ۔ مگر تمام مارکیٹوں کو جلایا گیا اور شیعہ سنی کے جتنے بھی گھر ہیں عورتوں کو نکال کر ۔ اللہ جانے درمیان میں کون ہے ۔ آج تک وہاں شیعہ سنی کی لڑائی بھی نہیں ہوئی ہے ۔ شیعہ کی بیٹی سنی کے گھر میں ہے ' سنی کی بیٹی شیعہ کے گھر میں ہے۔ ہم بچپن سے وہاں ہیں' وہیں پلے بڑھے ہیں' کبھی ہم نے یہ تماشا نہیں دیکھا۔ میں آپ سے پرزور اپیل کروں گی کہ آج آپ ایسا action لیں کہ پتا تو چلے کہ واقعی آج سینیٹ میں ایک بہت بڑا action لیا گیا' پھر ہم آپ کو دعائیں دیں گے۔ پورے بلوچستان کے عوام آپ کو دعائیں دے گے اور تا زندگی یہ لوگ آپ کو یاد کریں گے کہ واقعی جناب سومرو صاحب نے ایک بہت بڑا action لیا۔ میں اپنے وزیر اعظم صاحب اور صدر صاحب سے بھی یہی درخواست کروں گی کہ جن لوگوں نے یہ کام کیا ان کو سزائے موت دی جائے۔ انہیں بالکل معاف نہ کیا جائے تاکہ دوبارہ بلوچستان میں کوئی ایسا فساد نہ ہو۔ آخر میں ' میں آپ سے پھر اپیل کروں گی کہ ایک اچھے دوست کی حیثیت سے آج کوئی ایسا قدم اٹھائیں جو کہ ایک تاریخی قدم ہو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کے جذبات کا پورا احساس ہے۔ جیسے شیخ رشید صاحب نے کہا تھا کہ اس کی inquiry report آ جائے تو اس پر انشاء اللہ پوری توجہ ہو گی۔ جو آپ نے کہا ہے یہ آپ کے جذبات convey بھی کیے جائیں گے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب! محترمہ کے اتنے اصرار پر آپ ایک کمیٹی تشکیل دے دیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ جی تفہیم صاحب فرمائیں۔

VIII) RE: USELESSNESS OF THE STANDING COMMITTEES.

جناب جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم: جناب! یہ ایک بڑا المیہ ہے' اس پر ہم سب متفق ہیں' ایسا کوئی نہیں چاہتا' شیعہ ہو' سنی ہو' ہم سب مسلمان ہیں اور اس پر دکھ ہوتا

ہے کہ ایک انسان کی جان جائے۔ چاہے کوئی بھی ہو، غیر مذہب بھی ہو۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے۔ مجھے دکھ ہوتا ہے کہ جب ہم سارے پاکستان میں demand کرتے ہیں کہ کمیٹی بنائی جائے۔ کیا کمیٹیوں کا حشر اس کے بعد کسی نے دیکھا ہے؟ کمیٹی کی کوئی رپورٹ شائع نہیں ہوتی، کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ میں دو کمیٹیوں کا چیئرمین تھا۔ میں نے recommendations کیں ' Thory murders and Jail Break ' سکھر سے 34 prisoners بھاگ گئے، میں نے سفارشیں کیں تھیں اور اس وقت جو Chief Minister تھا اس کو میں نے کہا، آج میں disclose نہیں کر رہا، کہ سزا دو، اس نے کہا میں سزا دوں گا، میں نے کہا ٹھوری والوں کو compensation دو، بولے ہاں وہ دوں گا۔ کوئی action نہیں ہوتا، یہ ہماری خوش فہمی ہے، صرف دل کو خوش کرتے ہیں کہ کمیٹی بنی۔ میں عرض کروں گا جو اس کا حل ہے۔culprits پکڑے جائیں اور ان کو سزا دی جائے، وہ آ کر ہمیں رپورٹ دے کہ کون سے culprits ہیں، اتنی ایجنسیاں ہیں، آئی جی ہے، پولیس ہے، وہ پکڑیں گے۔ کمیٹی کیا کرے گی۔ مجھے بتائیں کمیٹی کیا کرے گی؟ یہ تو مجھے کوئی بتائے؟ یہ خوش فہمی ہے کہ کمیٹی بنا کر ہم خوش ہو گئے اور معاملہ ٹھنڈا ہو گیا۔ جناب!ہمیں یہ چاہیئے کہ سزا دی جائے۔ criminal، criminal ہوتا ہے، قاتل، قاتل ہوتا ہے، وہ کوئی بھی ہو، کسی مذہب سے ہو، کسی بھی فرقے سے ہو۔ میں شیخ رشید صاحب سے عرض کروں گا کہ administration کو کہیں کہ culprits پکڑ کر ہمیں بتائیں کہ یہ پکڑیں ہیں، کورٹ میں کیس ہے، تین ماہ میں ان کو حقیقی سزا ملے۔ یہ فیصلہ ہونا چاہیئے، میری تو صرف یہی عرض ہے، کمیٹیوں سے کچھ بھی نہیں ہوگا، یہ فضول کی کمیٹیاں ہیں، ایسی بہت سی بنی ہیں اور دکھ کی بات ہے کہ اگر ہم پاکستان کی history کو اٹھائیں کہ اگرتلہ case میں ہم نے آدھا پاکستان گنوایا، case چالان ہوا اس پر فیصلہ کرنے politician نہیں گیا۔حیدر آباد Conspiracy case کا فیصلہ نہیں ہوا، یہ دکھ کی باتیں ہیں۔ کمیٹیاں وغیرہ کچھ نہیں ہیں۔ سعودیہ میں culprits دو منٹ میں پکڑے جاتے ہیں، قتل کئے جاتے ہیں، کوئی جرم نہیں ہوتا۔ یہاں بھی اگر قتل ہو اور قاتل کو اگر سزا ملے تو کوئی جرم نہیں ہو گا، نہیں ہو گا۔ کمیٹیوں سے کچھ نہیں ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: اور speakers جو ہیں ہم نہیں دے سکتے۔ اس طرح ہمارا اپنا agenda رہ جائے گا۔سب کے جذبات ہو گئے، آخری پانچ جو میں نے نوٹ کئے ہیں وہ لوں گا اور اب مہربانی نہ کریں۔ جی بنگزئی صاحب۔

حاجی لیاقت علی بنگزئی: جناب! آپ نے کافی دیر بعد مجھے موقع عنایت فرمایا۔ اس سلسلے میں جو حکومتی موقف آیا ہے کہ انہوں نے مذمتی بیان اس بارے میں جاری کیا۔ میں اس مذمتی بیان کی مذمت کرتا ہوں۔ہربار مجرموں کی گرفتاری اور ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کی باتیں سنتے سنتے ہمارے کان پک گئے لیکن اس سلسلے میں آج تک کچھ بھی نہیں ہوا۔ جیسے ہمارے جسٹس تھہیم صاحب نے فرمایا کہ اتنے بڑے واقعے پر، اس سے پہلے بھی شہید ملت لیاقت علی خان سے لے کر آج تک جتنی بھی کمیٹیاں بیٹھیں ہیں ان کی کوئی بھی سفارشات منظر عام پر نہیں آئیں اور جب بھی ہم اس کا مطالبہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ تسلی دی جاتی ہے کہ یہ confidential ہیں، ان میں قومی مفادات ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ آپ جب قومی مفادات کو اس ایوان میں زیر بحث نہیں لائیں گے تو وہ کونسی جگہ ہے جہاں آپ ان confidential reports کو پڑھ کر ان پر عملدرآمد کریں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اتنے بڑے واقعہ پر ہمارے وزیر داخلہ کا یہاں پر موجود نہ ہونا انتہائی باعث حیرانگی ہے کہ ایک طرف ایک صوبے میں آگ بھڑکی ہوئی ہے، قتل ہو رہے ہیں، قتل اور لوٹ مار کا بازارگرم ہے۔ جناب! آپ یقین کریں کہ کل میں جب وہاں سے آ رہا تھا تو میں خود اس بات کا گواہ ہوں کہ پورے کوئٹہ میں آگ لگی ہوئی تھی اور میں نے اس کا فضائی جائزہ لیا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ 42 آدمی اس وقت مر چکے ہیں، مزید اور بھی serious cases ہیں، وہ بھی اللہ کو پیارے ہو جائیں گے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ حکومت کی طرف سے lip service کو میں کافی نہیں سمجھتا۔ مجھے صرف یہاں ایک quotation, quote کرنے دیجئے کہ "عمل کا ایک اونس قول کے ایک ہزار ٹن سے زیادہ وزنی ہوتا ہے" تو میں action چاہتا ہوں، اس بارے میں صرف lip service کافی نہیں ہے کہ ہم یہ کریں گے، ہم وہ کریں گے، ہم نے تحقیقاتی کمیٹی بنائی ہے۔ آج شیعہ اور سنی کا جو فساد ہے، میں اسے ایک preplanned اور باقاعدہ منظم سازش سمجھتا ہوں۔

ہمارے بلوچستان میں خصوصاً اور بالعموم پورے ملک میں ایسا کوئی شیعہ ' سنی فساد نہیں ہے۔ جیسا کہ Treasury Bench کی طرف سے بتایا گیا کہ سب لوگ امن اور سکون کے ساتھ رہ رہے ہیں' کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ شیعہ اپنے عقائد پر قائم ہیں' سنی اپنے عقائد پر قائم ہیں' ان کا اللہ ایک ہے' رسول ایک ہے' کتاب ایک ہے۔ پتا نہیں ان کو یہ کیسے الہام ہوتا ہے کہ یہ suicide case تھا۔ اگر suicide case تھا تو وہ بندے تو مر گئے۔ اس کے بعد پانچ گھنٹے تک مسلسل cross firing کس نے کی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو bombers تھے' جو suicide کرنا چاہتے تھے' وہ تو مر گئے۔ دوسرا یہ کہ مسلسل پانچ گھنٹے تک آمنے سامنے یہ cross firing ہو رہی ہے۔ یہ ایسے واقعات ہیں جن پر انہیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ یہ ہمارے ملک کا مسئلہ ہے' ہمارے ملک میں قومی مفادات کامسئلہ ہے' یہ دو فرقوں اور مسالک کا کوئی مسئلہ نہیں ہے' یہ جان بوجھ کر اس کو ہوا دے رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے اور اس ایوان کے توسط سے آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ حکومت اس بارےمیں ذرا سنجیدگی اختیار کرے اور اس وقت وزیر داخلہ کو یہاں موجود رہ کر statement دینی چاہئیے کہ صحیح صورت حال کیا ہے؟ والسلام وعلیکم و رحمۃ اللہ۔

Mr. Chairman: Mr. Mateen Shah.

جناب متین شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ کل کا واقعہ بڑا خوفناک اور افسوسناک واقعہ ہے' جس قدر اس کی مذمت کی جائے وہ کم ہے لیکن جناب والا! اس پر سوچنا ہے کہ ایسے واقعات کو control کرنا بہت ضروری ہے۔ اس کے لئے کچھ اقدامات کرنے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ اس قسم کے واقعات اس سے پہلے بھی بہت ہو چکے ہیں اور کئی بار کمیٹیاں بھی بنائی گئی لیکن کوئی committee اس حد تک نہیں پہنچی کہ اس نے کسی مجرم کو ہاتھ سے پکڑا ہو کہ یہی مجرم ہے اور قصور وار ہے' اس کو سرعام سزا دینی چاہئیے۔ جناب والا! میں چند دن پہلے وانا کے واقعہ کی طرف آتا ہوں کہ وانا کے واقعہ کے بارے میں اخبارات' media اور press میں آتا ہے کہ اس میں قتل ہونے والوں کے وارثوں کو ایک ایک لاکھ کا معاوضہ دیا جائے گا' اور زخمیوں کو پچاس پچاس ہزار دیں گے اور اسی گاؤں والوں کو

government نے ۵۴ لاکھ جرمانہ بھی لگایا ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ یہ معاوضہ government والے ان ہی سے لیتے ہیں اور پھر مقتولین کو معاوضہ دیتے ہیں۔ جناب والا! اگر اس کی تھوڑی سی وضاحت ہو جائے تو بڑی مہربانی ہو گی۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ .Mr. Babar Ghori

جناب بابر خان غوری: شکریہ جناب چیئرمین۔ بہت ہی افسوسناک واقعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قومی المیہ ہے۔ جو واقعہ کوئٹہ میں ہوا اور کربلا کے اندر بھی بڑی تعداد میں ہمارے شیعہ بھائی ہیں، وہ آج اس دنیا میں نہیں رہے۔ ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہاں پر یہ لمحہ فکریہ بھی ہے کہ کیا وجوہات ہیں کہ یہ سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس پر توجہ دی جائے کہ جو ہماری خفیہ agencies ہیں، ان سے کہاں لاپرواہی ہوئی ہے۔ ایسے واقعات عمل میں ہی کیوں آئے یا ان کی روک تھام کیوں نہیں ہوسکی؟ اس پر توجہ کی ضرورت ہے۔ اس وقت سیاست کا وقت نہیں ہے۔ اپوزیشن کے ساتھی ہوں یا گورنمنٹ کے، ہم سب مل کے ان تمام لوگوں کے دکھ میں شریک ہیں جو اس دنیا میں نہیں ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج یہ وقت بھی آگیا ہے کہ اب حکومت اپنے آہنی ہاتھ استعمال کرے۔ ان لوگوں کے خلاف ضرور کارروائی کی جائے جو مذہبی منافرت پھیلا رہے ہیں، لوگوں کو، مسلمانوں کو ایک دوسرے سے لڑوا رہے ہیں۔ خاص طور پر میں یہ تجویز دوں گا کہ اب حکومت کی طرف سے مختلف صوبائی حکومتوں کو بھی پابندی لگانی چاہئیے، وفاقی حکومت کو بھی پابندی لگانی چاہئیے کہ جہاں سے لاؤڈ سپیکر پر یا ویسے ایک دوسرے کو کافر قرار دیا جاتا ہے، اس کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے تاکہ جو لوگ اس قسم کے بیج بو رہے ہیں، جو مذہبی منافرت پھیلا رہے ہیں، ان کی وہیں پر بیخ کنی کی جائے، ان کو وہیں پر روکا جائے۔ اور یہ سلسلہ اگر ہم نہیں روکیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی خطرناک صورت حال سے پاکستان دو چار ہو سکتا ہے۔ پاکستان کے عوام اس صورت حال میں کبھی بھی کسی کو یہ چیزیں استعمال کرنے نہیں دیں گے عوام کی خواہشات یہی ہیں کہ ایسے لوگوں کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے جو مسجد میں ہوں، امام بارگاہوں میں ہوں یا کسی مدرسے میں ہوں، جو اس سلسلے کو وہاں سے

استعمال کرتے ہیں یعنی وہ جگہیں جو عبادت کی ہیں وہ نفرتیں پھیلانے کے لئے نہیں ہیں۔ وہ عبادتیں کس کے درمیان ہیں؟ وہ بندے اور خدا کے درمیان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ تو روزِ محشر میں پتا چلے گا کہ کون جنت میں گیا' کون دوزخ میں گیا۔ کسی نے ہاتھ چھوڑ کے نماز پڑھی' کسی نے ہاتھ نیچے باندھ کے نماز پڑھی' کسی نے ہاتھ اوپر باندھ کے نماز پڑھی۔ یہ تو محشر میں پتہ چلے گا کہ عبادت کس کی قبول ہوئی؟ جو ساری زندگی نماز پڑھتا رہا' پتا چلا اس کی عبادت قبول نہیں۔ کسی نے دو وقت خشوع اور خضوع سے نماز پڑھ لی' اس کی عبادت قبول ہوگئی تو یہ بندے اور خدا کے درمیان ہے لیکن ہم جو بیٹھ کے یہاں پر کافر ہونے کے سرٹیفکیٹ تقسیم کرتے ہیں' ہم جو نفرتوں کے بیج بو رہے ہیں' میں یہ سمجھتا ہوں اگر ہم اس کو نہیں روکیں گے تو اس میں ہم بھی شریک ہوں گے' ہمیں بھی اس کا جواب دینا ہو گا۔

آیئے ہم سب ملک کی حکومت کو بھی مضبوط کریں' حکومت کے ہاتھ مضبوط کریں کہ وہ آئینی دفعات استعمال کرے اور اب وقت آ گیا ہے کہ steps لئے جائیں' پابندی لگائی جائے۔ جس مسجد کے اندر سیاسی خطبہ ہو گا' وہاں پر اس کو روکا جائے' ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ امام بارگاہ میں اگر ایسی کوئی بات نکلتی ہے' جس میں نفرت کی بات ہوتی ہے' ان کو روکا جائے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اچھے لوگ' اچھے علماء دونوں طرف موجود ہیں۔ ان کو صرف عوام کی support چاہیئے اور حکومت کی support چاہئیے۔ مجھے امید ہے کہ آج جب آپ فاتحہ خوانی کریں گے تو یہ پورا ہاؤس ان کے لواحقین کے لئے کم سے کم دو منٹ کی خاموشی اختیار کرے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: ہاؤس کے اوپر ہے بہرحال دعا کریں سنگزئی صاحب! آپ دعا کرائیں۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جناب دومنٹ لوں گا۔

جناب چیئرمین: نہیں جی' اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ ہم نے اور business بھی continue کرنا ہے۔ یہ سلسلہ تو پھر چلتا رہے گا۔ یہ Leaders آئے تھے تو ان سے بھی

بات ہوئی تھی۔ چلو پھر مختصر رکھیں بالکل۔ پھر آگے بھی کام کرنا ہے۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جناب بالکل مختصر رکھوں گا۔ Sir جناب نے فرمایا کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے۔ مجھے بڑا دکھ ہوا اس چیز کا۔ یہ صوبائی مسئلہ نہیں ہے۔ نمبر ایک۔ اس پر 1956ء کا-----

جناب چیئرمین: یہ کس نے کہا کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے؟ Law and Order کی initial responsibility کی بات ہوئی کہ وہ تفتیش کر رہے ہیں۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جی میں عرض کرتا ہوں۔ 1956ء کا Federal Statute ہے Commission of Enquiry Act, 1956 جس کے تحت اس قسم کا مسئلہ جو سانحہ کوئٹہ ہے، اس کے صرف ایک صوبے تک اثرات اور مضمرات، اس کے احساسات مقید نہیں ہیں۔ میری بہن پری گل نے صحیح کہا اور میں اس کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔

جناب اس کے دو پہلو دیکھ لیجئے گا۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم بارہا کہتے رہے ہیں کہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر ایک غیر جانبدار اور سینیٹ جیسے باوقار، پر وقار ادارے کو تحقیق کرنی چاہیئے۔ یہ ساری دنیا میں ہوتا ہے، ہم کیوں نہیں کرتے۔ ایک تو یہ مسئلہ کسی bureaucrat کے ہاتھ میں دے دینا یا ایک جج کو ہم نے مقرر کر دیا ہے۔ آج تک ہم نے یہی دیکھا ہے کہ جج کو وہی چیز وہاں میسر آتی ہے جو administration وہاں کی feed کرتی ہے۔ Judicial Officer اپنے خول سے، دائرے سے باہر نہیں جاتے۔ ان کی ایک make ہے، ان کی ایک shape ہے، ان کی ایک tradition ہے، ان کا ایک کلچر ہے، ان کی روایات ہیں۔ وہ اپنے خول سے باہر نہیں جائیں گے جبکہ سینیٹ میں جس انداز سے ایک کمیٹی متعین ہو گی وہ صحیح معنوں میں جا کے enquiry کرے گی۔

اس واقعے کو اگر آپ بین الاقوامی تناظر میں دیکھیں تو جو بصرہ میں ہوا ہے، انگریز نے یہی چاہا ہے کہ divide and rule سنی شیعہ کے بارے میں تصادم دکھایا جائے تاکہ وہ اپنے اقتدار کو طوالت دے سکیں۔ وہاں جو نعرے لگے ہیں، وہاں پر سب نے کہا ہے کہ امریکہ باہر جائے۔ Americans نکلو یہاں سے۔ وہاں کسی نے نہیں کہا ہے کہ بصرہ میں شیعوں کو

سنیوں نے مروایا ہے۔ وہاں مُسلم امہ نے اپنا ایک اتحاد دکھایا ہے اور ان کی گھناؤنی سازش کو کہ اس طرح سے شیعہ سنی فسادات دکھا کر اورمسلم امہ کو پھر منافرت میں لڑا کر اپنے اقدار کو طوالت دی جائے، عراق میں اس کو وہاں کے مسلمانوں نے مسترد کیا ہے خواہ وہ شیعہ ہے یا سنی ہے۔ کیا اسی تناظر میں پاکستان میں بھی تو کوشش نہیں کی جارہی کیونکہ یہاں بھی میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی مسلمان دوسرےمسلمان کو مارے گا۔ یہاں بھی یہی تاثر ہے لیکن جناب جو جانتے ہیں آپ یہ بتائیے گا کہ جب آپ کسی ذوالجناح کےعلم کی یا کسی جلوس کی اجازت دیتے ہیں تو administration پوری تحقیقات کے بعد ایک نقشہ دیتی ہے اور تمام پہلو پرکھ کر اس کو اجازت دیتی ہے۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب مختصر رکھیں۔ مختصر۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جی مختصر ۔ تو یہ کیسےممکن ہوا۔ جیسے کہا گیا کہ چار گھنٹے وہاں firing ہوتی رہی ہے اور کوئٹہ آگ میں جل رہا تھا۔ CNN دکھاتا رہا ہے۔ میرے بھائی شیخ رشید یہاں کہہ رہے تھے کہ ہم نے دبایا۔ CNN دیکھیں تو ایسے لگتا تھا کہ کوئٹہ جل رہا ہے ۔ پاکستان کا ایک حصہ جل رہا ہے۔ یہ نہیں تھا کہ دو suicidal bombers تھے اور بات ختم ہوگئی ۔ یہاں صحیح کہا گیا ہے ۔ اس لئے جناب بنتی ہوگئی بہت ادب سے کہ ایک Independent Commission, High Court کا جج وہاں کوئٹہ میں کچھ نہیں کر پائے گا۔ وہ کبھی administration کو مورد الزام یا اس levelپر نہیں لے جائے گا۔ میں کسی کو مورد الزام نہیں ٹھیرا رہا لیکن میں کہتا ہوں کہ خدارا ایک ایسی ریت قائم کیجیے گا کہ ایسے سانحے جو ہیں ان کی کم از کم صحیح سمت میں انکوائری ہو اور ایک ایسی انکوائری جس کو لوگ تسلیم کریں۔ جیسے جج صاحب کہہ رہے تھے کہ کمیشن تو kill کرنے کے لئے ہیں اورکمیشن کی رپورٹ بے معنی ہوتی ہیں کیونکہ ان کو feed local administration کرتی ہے اور local administration کبھی نہیں چاہے گی۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیئے۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جی ایک منٹ ۔ میری submission ہوگی کہ سینیٹ

کی ایک کمیٹی بنائی جائے ۔ میں محترمہ پری گل سے بالکل اتفاق کرتا ہوں اور ان کو mandate دیا جائے کہ وہ پوری طرح سے ان کے مضمرات کی تحقیقات کر کے جو culprits ہیں ان کے خلاف یہاں رپورٹ پیش کریں تا کہ action لیا جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: مراد علی شاہ صاحب۔ مختصر رکھیئے گا۔

سید مراد علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ جہاں تک امن و امان کا تعلق ہے تو حکومت کا پہلا فرض منصبی ہے کہ وہ ملک کے اندر امن و امان قائم کرے۔ یہ حکومت کا failure ہے اور اس میں ہمیں بتایا جائے کہ حکومت کیا کر رہی ہے۔ جناب والا! یہ ہمارا یا علماء کا کام نہیں ہے جیسے غوری صاحب نے کہا۔ یہ ایک سوچی سمجھی سکیم ہے۔ کربلا میں کون تھا اور یہاں کون تھا یہ تمام چیزیں جو ہوئی ہیں اس کا ایک background ہے۔ جیسے قندھار اور جلال آباد میں جو لوگ بیٹھے ہیں وہ پاکستان کی سالمیت کے خلاف فساد کرنے کے لئے وہاں تیار بیٹھے ہیں ۔ ابھی تو یہ ابتدا ہے۔ جیسے جرنیل صاحب نے کہا کہ پہلے پاکستان۔ یہ پہلے پاکستان پر ابھی حملہ ہے اور بھی ہونگے۔ اس طرح جو شخص بھی دشمن کو مربی اور پالنہار سمجھتا ہے، اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس وقت ہماری تمام ایجنسیاں، ان کو فرصت نہیں ہے وہ تو scientists کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ ستر ہزار فوج قبائیلیوں کو مار رہی ہے۔ ان حالات میں یہ کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے۔ امریکن سنڈی نے تو ہماری کپاس کو نہیں کھایا ہے بلکہ تمام حکومت کو کھا لیا ہے اور اب اس پر کوئی insecticide کام نہیں کرتا ہے لہذا اس کو by order issue میں لیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ بی بی یاسمین۔

بی بی یاسمین شاہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ افسوسناک واقعہ جو کل کوئٹہ میں ہوا ہے یہ بہت ہی شرمناک اور درد ناک بات ہے۔ اتنا بڑا واقعہ ان دنوں میں خاص کر کے جب محرم کے جلوس ہو رہے تھے، ان دنوں میں ہوا ہے، بڑے دکھ کی بات ہے۔ پورے پاکستان کے عوام کوئٹہ کے اس واقعہ میں ان لوگوں کے دکھوں میں شامل ہیں۔ میں حکومت سے پرزور اپیل کرتی ہوں کہ اس کو صحیح طریقے سے دیکھا جائے کہ ہمارے سسٹم میں کہاں خرابی ہے اور اس طرح کے واقعات کیوں ہوتے ہیں۔ اس کی صحیح طریقے سے تحقیقات کرائی جائے۔ دوسری

بات جیسے ہماری پری گل صاحبہ نے کہا کہ یہ شیعہ سنی کا مسئلہ نہیں ہے۔ واقعی یہ صحیح بات ہے کہ شیعہ کے گھر میں سنی کی لڑکی ہے۔ یہ شیعہ سنی کا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ اس طرح یہ لوگوں میں تاثر نہ پھیلایا جائے کہ کوئی شیعہ نے یا سنی نے یہ کیا ہے۔ دہشت گرد، دہشت گرد ہوتا ہے ۔ اس کا کوئی دین ایمان نہیں ہوتا۔ شیعہ سنی کو مہربانی کر کے یہ نہ کہا جائے۔ کیونکہ دہشت گرد کا کوئی فرقہ نہیں ہوتا اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، کوئی اسلام نہیں ہوتا دہشت گرد کا ۔ میری یہ پُرزورگزارش ہے کہ حکومت اس پر اعلیٰ سطح پر کوئی انکوائری کروائے جس سے یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جی درانی صاحب۔ Last speaker Mr. Durrani.

جناب محمد علی درانی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین، گزشتہ روز ہونے والا واقعہ جو کوئٹہ میں ہوا، جس میں 45 معصوم جانوں کا ضیاع ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا افسوسناک واقعہ ہے جس پر جتنا بھی افسوس اور غم کا اظہار کیا جائے وہ کم ہوگا۔ اس موقع پر میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے دونوں اطراف کے احساسات اس بات کے آئینہ دار ہیں کہ یہ فورم اس واقعہ کی پرزور مذمت بھی کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس سوچ اور فکر کی کوشش بھی کر رہا ہے کہ مستقبل میں ایسے واقعات سے اس قوم کو اور اس ملک کو کیسے بچایا جا سکتا ہے۔

مختصراً میں ایک بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ فرقہ واریت نہیں بلکہ حقیقت میں دہشت گردی کا واقعہ ہے۔ دہشت گرد کا کوئی مذہب، کوئی فرقہ نہیں ہوتا بلکہ حقیقت میں اس کا مذہب، اس کا فرقہ، اس کا تعلق صرف اور صرف انسان دشمنی اور انسان دشمنی پر مبنی ہوتا ہے۔

دوسری بات جو میں اس سلسلے میں کرنا چاہوں گا۔ یہ جو کچھ ہوا ہے یہ حقیقت میں مسلمانوں کے خلاف سازش ہے، یہ اسلام کے خلاف سازش ہے اور یہ پاکستان کے خلاف سازش ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ایسے واقعات پر اگر ہم نظر دوڑائیں تو ایسے واقعات کے لئے مذہبی رسوم اور مذہبی مواقع کو استعمال کیا گیا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ جس کا مقصد تقسیم در تقسیم کے عمل کو آگے بڑھانے کے علاوہ کچھ نہیں لیکن ایسے واقعات کا ہونا، کیا اسلام کے

اندر فرقے آج پیدا ہوتے ہیں؟ یہ صدیوں پرانی حقیقت ہے۔ اس کے باوجود ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جب ایسے جلوس نکلا کرتے تھے تو ہر گھر کے باہر ایک سبیل لگی ہوتی تھی۔ لوگ پانی پلایا کرتے تھے۔ یہ تقسیم کا عمل کہاں سے شروع ہوا؟ کون حقیقت میں اس کا ذمہ دار ہے؟ اس پر فکر اور سوچ کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے جب سے اسلام کو اور دین کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کیا ہے اس وقت سے اس عمل نے زور پکڑا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بات کی آج شدید ضرورت ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ اسلام اس ملک کے ہر فرد کے لئے اہم ہے، قابل احترام ہے لیکن اسلام کو خدارا! ہم اپنے ان مقاصد کے لئے استعمال نہ کریں جس کے نتیجے میں یہ قوم تقسیم ہو اور قوم میں ان لوگوں کو تفرقہ ڈالنے کا موقع ملے جو شدت پسندی کو exploit کرنا چاہتے ہیں۔

آخر میں جناب چیئرمین! میں یہ بھی کہوں گا کہ حقیقت میں اس کو حکومت کا failure کہنا یا اس کو کسی فرد کا failure کہنا جائز نہیں ہوگا۔ حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ حکومت اس مسئلے کی انکوائری کرواکر اس کے مجرموں کو قرارواقعی سزا دے۔ انشاء اللہ وہ سزا دی جائے گی لیکن حقیقت میں یہ مسئلہ ہماری سوچ، ہمارے عمل اور ہماری فکر کی تبدیلی کا ہے۔ جب تک یہ تقسیم کا عمل intellectuals تک محدود تھا اس وقت تک یہ مسئلے سڑکوں پر نہیں آئے تھے۔ جب ہم ان مسئلوں کو سیاست بنا کر سڑکوں پر لے آئے ہیں تو اس کے نتیجے میں سڑکوں پر خون بہہ رہا ہے۔ اس فکر کو سمجھتے ہوئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس ملک کے سیاستدان، اس ملک کے علماء اور اس ملک کے دانشور اپنا کردار ادا کریں کہ ان مسائل کو اٹھانے کی بجائے، ان مسائل کے اوپر اپنی دکانداری چمکانے کی بجائے، ان مسائل کے اوپر عوام کو تقسیم کرنے کی بجائے باہمی طور پر اتحاد کی فضا قائم کریں۔ اس میں کسی کو ذمہ دار ٹھہرانے سے پہلے سب سے پہلے ہمیں اپنے گریبانوں میں دیکھنا چاہیئے کہ ہم میں سے کون کون ان جذبات کو بنیادی طور پر بھڑکانے میں ایک کردار ادا کر چکا ہے۔ میری یقیناً عوام کے دونوں طرف بیٹھے ہوئے افراد سے اس چیز کی درخواست ہے کہ اس مسئلے کو point scoring کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیئے بلکہ اس کے اندر ایک فکر انگیز کوشش کا آغاز کرنا چاہیئے۔ اس پاکستان کو اہمیت دیتے ہوئے، جیسے جناب صدر پرویز مشرف نے بار بار کہا ہے، ہمیں آج سب سے بڑا چیلنج

جو درپیش ہے وہ دہشت گردی کا چیلنج ہے۔ ہمارے بارے میں یہ تاثر جو بن رہا ہے کہ یہ قوم شدت پسندی کی بنیاد پر تقسیم در تقسیم کے عمل میں چل رہی ہے اور شدت پسندی کی بنیاد پر جس طرح ہم اپنی جانوں اور اپنے مستقبل سے کھیل رہے ہیں، اس فکر کو ہر سطح پر لینا ضروری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ media کو اس کے اندر بہت اہم کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم تقسیم کے اس عمل کو روک کر اس قوم کو متحد کرنے اور آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ دعا کریں۔

(دعا کی گئی)

جناب چیئرمین۔اب رخصت کی درخواستیں لیتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ اگر آپ اجازت دیں تو ایک بات کی وضاحت کر دوں۔ جیسا کہ میرے بھائی رضا صاحب نے مجھے متوجہ کیا، قندھار کا بھی ذکر کیا تھا۔ میں نے اس وقت اشارتاً بات کہی تھی، وہاں Indian Council اغوا کا ایک گروپ ہے، میرا اشارہ اس کی طرف تھا، کسی اور کی طرف نہیں۔ مجھے یقین ہے ہمارے سب افغان بھائی ہمارے اس غم میں پورے کے پورے شریک ہیں۔

دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو پولیس کا عملہ ہے انہوں نے متوجہ کیا ہے کہ جب Summit ہوئی تھی تو اس موقع پر وزیر اعظم نے وعدہ کیا تھا کہ تمام لوگوں کو ایک مہینے کی تنخواہ ملے گی لیکن جو پولیس کا عملہ ہے اس کو ابھی تک نہیں ملی۔ اگر وزیر اعظم نے وعدہ کیا تھا تو اس کو آپ نوٹ کرلیں اور ان سے کیا گیا وعدہ پورا ہونا چاہیئے۔ شکریہ۔

شیخ رشید احمد۔ جناب چیئرمین، یہ بات ضرور کہی گئی تھی اور یہ صرف ان لوگوں کے لئے تھی جن لوگوں نے کام کیا، جو لوگ سارک کانفرنس میں چھٹیاں لے کر چلے گئے تھے، جنہوں نے میڈیکل leave دے دی تھی اور جنہوں نے اس میں شرکت نہیں کی تھی، ان کے متعلق فیصلہ ہو رہا ہے اور ان کو یہ تنخواہ دے دی جائے گی۔ وزارتوں میں final list بن رہی

ہے ' Information Ministry نے دے دی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جناب آصف علی جتوئی---

(اس مرحلے پر پروفیسر غفور احمد پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے)

جناب چیئرمین۔ پروفیسر صاحب، اس طرح تو پھر سلسلہ ختم ہی نہیں ہوگا، اتنے points of order آ گئے ہیں اور ایک ایک کر کے بڑھتے جا رہے ہیں۔

IX) RE: CLOSURE OF RELATED INDUSTRY DUE TO SHORTAGE OF PIG IRON AND STEEL SHEETS, THAT ALSO CAUSES HUGE UNEMPLOYMENT.

پروفیسر غفور احمد۔ جناب والا، آپ کے توسط سے حکومت کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس وقت ملک میں steel sheets and pig iron کی shortage ہے اور اس کی وجہ سے ہماری surgical industry, farm industry, foundry and construction industry یہ تقریباً بند ہیں اور ہزارہا آدمی اس کی وجہ سے بے روزگار ہو رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ حکومت اس طرف توجہ دے اور pig iron and steel sheets کو مناسب قیمت پر فراہم کیا جائے تاکہ ہم بحران سے بچ سکیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ یہ Industries Ministry کو مہربانی کرکے convey کر دیا جائے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: جناب آصف علی جتوئی بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 29th February کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ محترمہ گلشن سعید ناسازئ طبیعت کی بنا پر مورخہ 19th February کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت

کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جناب کامل علی آغا ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 19th February کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جناب نثار اے میمن اسلام آباد سے باہر ہیں اس لئے انہوں نے مورخہ 3rd to 5th March رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر کوثر فردوس ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27th February کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر محمد علی بروہی ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 29th February کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ نواب محمد ایاز خان جوگیزئی نے بعض مصروفیات کی بنا پر مورخہ 29th February to 3rd March کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

A BILL: THE HYDROCARBON DEVELOPMENT INSTITUTE OF PAKISTAN BILL.

Mr. Chairman: Item No 2. bill to be introduced. Mr. Raza Hayat Hiraj will move on behalf of Ch. Nouraiz Shakoor Khan, Ministerfor Petroleum.

Mr. Raza Hayat Hiraj: Honourable Chairman sir, I beg to introduce the Bill to provide for the establishment of the Hydrocarbon Development Institute of Pakistan [The Hydrocarbon Development Institute of Pakistan Bill, 2004].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the standing committee concerned to be constituted in due course.

پروفیسر خورشید احمد۔ اگر کسی قانون میں ترمیم ہونی ہو یا اس کے متعلق کورٹ کا فیصلہ ہو تو وہ Bill کے ساتھ آئے گا۔ میرا خیال ہے وزیر موصوف کو اس سلسلے میں جتنے بھی relevant documents ہیں، وہ سب ایوان میں دینے چاہیئں۔

جناب رضا حیات ہراج۔ میرے خیال میں اس Bill کے ساتھ objectives and reasons statement بھی ضرور ہونی چاہیئں۔ I will check up sir.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, we are hearing about committees but unfortunately the committees are not being formed.

Mr. Chairman: The House has to make the committees.

DELAY IN THE MAKING OF STANDING COMMITTEES OF THE SENATE.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! ابھی تک Committees نہیں بنائی گئیں۔

Now something has to be brought to the House.

اس بارے میں کئی مرتبہ وسیم سجاد سے بات ہوئی ہے اور اس کا ہم wait کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ committees کو bulldoze کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے Frankly speaking, the House is not being answered in this respect.

جناب وسیم سجاد: جناب والا! ہماری کوشش یہ ہوگی اور میرا خیال ہے اس session کے دوران ہم بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ 10 تاریخ تک یا within reasonable time thereafter committees بنا دی جائیں کیونکہ وزیر اعظم صاحب نے اس کی اجازت دے دی ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! ہم opposition والے اس وقت تک بالکل بے خبر ہیں کہ committees کیا بن رہی ہیں اور کس طرح بن رہی ہیں۔ پہلے سینیٹ میں ان committees کو بنانے کے لئے مشاورت کا طریقۂ کار اختیار کیا جاتا تھا۔ چاہے گورنمنٹ Peoples Party کی رہی یا مسلم لیگ کی اس میں ہمیشہ مشاورت کا عمل between government and oppositon رہا۔ میں یہ بات record پر لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت opposition کے ساتھ کوئی مشاورت نہیں ہو رہی۔ اگر اس کو bulldoze ہی کرنا ہے ------

جناب وسیم سجاد: جناب والا! جو proposals بنی ہیں وہ ممبران کی preference کے مطابق Secretariat نے بنائی ہیں اور جس وقت یہ لائی جائیں گی تو اس وقت مشاورت بھی کر لی جائے گی لیکن ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں ڈال رہے۔ جس طرح ممبران نے preferences دی ہیں اس کے مطابق ان کو adjust کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: اس کو کب لایا جا رہا ہے؟

جناب وسیم سجاد: انشاء اللہ کوشش ہے کہ اسی session میں ہو جائے۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! اس میں ایک بات میں نے کہنی ہے وہ یہ ہے کہ جو اصول ہمارے ہاں رہا ہے کہ government party اور opposition کی جو proportional position ہے اس کی مناسبت سے وہ committees بننی چاہییں۔ یہ نہ ہو کہ محض ایک party سب کو dominate کرے۔

جناب محمد اسحاق ڈار: جناب والا! پہلے کی مثال کی working موجود ہے۔ کئی سالوں سے سینیٹ میں بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ جیسے ایک honourable Senator نے کہا کہ مختلف لوگ کبھی ادھر بیٹھتے ہیں۔ کبھی ادھر لیکن committees میں کبھی کوئی مسئلہ نہیں ہوا جیسے پروفیسر خورشید نے کہا کہ proportionate جو percentage ہے opposition کی اس حساب سے وہ دونوں اکٹھے بیٹھ جاتے تھے۔ ایک government کا nominee اور ایک opposition کا وہ ایک ایک کرکے اپنی number of committees پوری کر لیتے تھے۔ پھر آپس میں opposition اور treasury benches اس پر کام کر لیتے تھے۔

Signals given by the Leader of the House are not positive, I am sorry to point it out. He says he shows his limitations on this issue. He says, he has to take guidance and direction from somewhere else

میرا خیال ہے کہ past precedents کو bulldoze کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور Senators کی جو anxiety ہے کہ یہ committees جلد بنائی جائیں in accordance with the previous precedents اس کو آپ خوش اسلوبی کے ساتھ بنا لیں۔ میرا خیال ہے کہ working of the House will be much better. شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: We may resume further discussion on the motion moved by Mr. Wasim Sajjad, Leader of the House on behalf of Minister Incharge of Parliamentary Affairs on 20th February 2004 on the Presidential Address. The first speaker today is Mrs. Nighat Mirza.

. DISCUSSION ON THE PRESIDENTIAL ADDRESS.

مسز نگہت مرزا: محترم جناب چیئرمین صاحب! اس سلسلے میں آپ کی واقعی تہہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے صدر کے خطاب پر بحث کے لئے میرا نام پکارا ہے کیونکہ liking and disliking کے تحت جو list بنائی گئی تھی اس میں مسلسل ترمیم و اضافے کے باعث مجھے یقین ہو چلا تھا کہ یا تو میرا نام آخری ہو گا یا اس سے پہلے بحث سمیٹ لی جائے گی۔ بہرحال

آئندہ مجھے امید ہے کہ لوگ احتیاط سے کام لیں گے۔ جناب چیئرمین صاحب! صدر مملکت کے خطاب کو ہم یہاں دو مختلف زاویوں سے دیکھتے ہیں۔ ایک تو خطاب اور اس کی کارروائی اور دوسری ان کی وہ تقریر جو انہوں نے Parliament میں کی لیکن اس سے قبل میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ صدر مملکت کا خطاب 17 جنوری 2004 کو ہوا۔ یہ ہماری آئینی ضرورت اور ذمہ داری تھی کہ اس خطاب کے فوراً بعد اس بحث کا آغاز کیا جاتا لیکن یہ کتنی تکلیف دہ بات ہے کہ ہم اپنا کردار انجام دینے کے لئے پورے ایک ماہ کے بعد اس پر بحث کا آغاز کر سکے۔ یہ ہماری غفلتوں کی ایک مثال ہے کہ ہم کن کن اہم اور بنیادی باتوں کو صرف نظر کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین!

لہجے میں انا ماتھے پہ شکن اس وقت کا اہم تقاضا ہے

اب ہر وہ بات ضروری ہے جو پہلے غیر ضروری تھی

پاکستان جغرافیائی صورتحال کے لحاظ سے بھی اور سیاسی لحاظ سے بھی دنیا میں تیزی سے بدلتے ہوئے منظر نامے میں بھرپور اہمیت کا حامل ہے بلکہ یوں کہنا بےجا نہ ہو گا کہ South Asia یا Subcontinent میں خصوصاً پاکستان اس وقت flash point پر ہے اور ایک مرکزی حیثیت اختیار کئے ہوئے ہے۔ اس scenario میں پاکستان front line پر ہے یا اسے بنا دیا گیا ہے۔ ایسے وقت میں ہمارا ملک ہماری غلطیوں کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ لہذا ایسے وقت میں صدر مشرف نے اپنے خطاب میں جو guide line دی ہے اور موجودہ صورتحال سے نمٹنے کے لئے جو راہنما اصول بیان کئے ہیں، ان پر حکومت اور اپوزیشن دونوں کو، parliament کو مرکزی حیثیت دیتے ہوئے، مسائل کے حل کے لئے بھرپور کوششیں کرنی چاہییں۔ مشترکہ اجلاس میں اپوزیشن نے جو طفلانہ کردار ادا کیا ہے اس سے لگتا نہیں ہے کہ انہیں اس نازک اور اہم وقت میں اپنے وجود کی اہمیت کا کوئی احساس ہے۔

جناب چیئرمین! آج یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ فوجی جنرل نامنظور۔ جب کہ فوجی جرنیلوں کی حمایت کی ریت و روایت تو ڈالی ہی انہوں نے ہے اور میرے اس کہے ہوئے جملے کے تاریخی پس منظر سے یہ بخوبی واقف ہیں۔

سامان رخ گیسو تو خود کیا

اب مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ رسوا نہ کر مجھے

جناب چیئرمین! مشترکہ اجلاس میں انہوں نے جونعرے بازی کی تو اس کی گونج میں انہیں خود اپنے گزشتہ کردار دیکھنے چاہییں ۔ شاید انہیں یاد آ جائے کہ یہی تو ہیں جنھوں نے آئین اور عدلیہ کا مذاق اڑا کر سندھ میں فوجی عدالتیں قائم کرکے نہ صرف بے گناہوں کو سزائیں بلکہ سزائے موت تک کے فیصلے دلوائیں ۔ یہی تو ہیں جنھوں نے شریعت بل کے ذریعے ایک فاسق وفاجر کو امیر المومنین کا درجہ دینے کا دینی جرم کرنے کی کوشش کی ۔

جناب عالی! پورا ایک برس ہو گیا یہ لوگ زور خطابت سے جھوٹ کو سچ بنانے پر تلے ہوئے ہیں ۔ آج کے دور میں کم از کم اتنا تو ہے کہ حکومت وقت کے خلاف نعرے لگاکر بھی یہ لوگ گھروں میں جاکر اطمینان سے سوتے ہیں ۔ یہ ان دنوں کو یاد کریں جب سندھ میں نہ صرف سیاسی ، جمہوری بلکہ بنیادی حقوق تک معطل کر دیئے گئے تھے ۔ اس دور ابتلا میں کون تھا جس نے ظلم کے خلاف آواز بلند کی۔

جناب عالی! یہ ہم اور صرف ہم تھے اور اب بھی جب تک موجودہ حکومت حق و انصاف کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتی رہے گی ہم ان کی حمایت جاری رکھیں گے اور جب یہ حکومت ناانصافیوں کو عام کرے گی تو سب سے پہلے اس Floor پر میں اس کی مخالفت کروں گی ۔ جناب والا! ہم نے جمہوری ادوار میں نہ صرف ظلم سہے ہیں بلکہ اس کے خلاف ڈٹے رہے ہیں ۔

ہم نے طاقت کی زبانوں کو لگامیں دی ہیں

ہم نے انکار کی عادت کی طرح ڈالی ہے

ہم نے ایوان ہلائے بھی ہیں گفتاروں سے

اپنی کوئی صدا گونج سے کب خالی ہے

جناب چیئرمین! آج جرم کرکے ظلم پر دہائیاں دینے والوں نے تو ظلم کیا ہے ۔ ظلم سہا نہیں ہے ۔ آج 'لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی' کے نعرے لگانے والے اس وقت کو یاد کریں جب ان کے اپنے اپنے دور میں سندھ میں وحشیت و بربریت کا جو کھیل کھیلا گیا اس کے نتیجے میں ہزاروں نوجوانوں کی مرگ ناگہانی پر رونے والی مائیں ، بیوائیں اور یتیم بچے آج بھی انہیں بددعا دیتے ہیں ۔ بلکہ ان میں سے ایک کی حکومت تو برطرف ہی سندھ میں as per

judicial killings کے سلسلے میں ہوئی تھی۔

جناب چیئرمین! یہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو خود کو سرخ انقلاب کا داعی قرار دیتے ہیں۔ ذرا ان سے پوچھئیے کہ جب سندھ میں آگ اور خون کی بارش ہو رہی تھی اس وقت کیا ان کی ساری فکریں اور سوچیں چارسدہ کے محلات تک محدود تھیں؟ آج ملک کی ترقی کے نام پر دہائیاں دینے والے اس وقت کو یاد کریں جب ان کے دور میں صرف قبروں میں اضافہ ہوا تھا۔ آج اسلام کے بڑے بڑے داعی یہ بتائیں کہ جب سندھ میں جنازے اٹھ رہے تھے اس وقت ان کے منہ پر چپ کے تالے کیا اس لئے نہیں پڑے ہوئے تھے کہ یہ اقتدار کے سنگھاسن پر بیٹھے اس کے مزے لوٹ رہے تھے؟

جناب عالی! ان سب اصولی سیاست کا دعویٰ رکھنے والوں کے اصول ظلم و تشدد سے شروع ہوتے ہیں اور بے گناہوں کی موت پر ختم ہوتے ہیں۔ جناب چیئرمین! بتانے کے لئے تو محضرنامے میں ان کی پوری خونی تاریخ ہے جس کے ایک ایک لمحے کا جواب دینا ان کے لئے ممکن ہو ہی نہیں سکتا۔ بہرحال میں اسے مختصر کرتے ہوئے صدر مملکت کی تقریر میں اٹھائے گئے نکات کی جانب آتی ہوں۔

صدر صاحب نے اپنی تقریر میں ایک نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ الحمداللہ ہمارے پاس افرادی قوت بھی ہے اور قدرتی وسائل بھی۔ یہ بالکل درست ہے مگر میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ قدرت کے ان دو اہم عطیوں کے باوجود ہم ایک ناکام state کے بے ہنگم شور میں کیوں سنائی دیتے ہیں؟ صدر صاحب نے دوسرا نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ ہمارے ملک میں ترقی نہ ہونے کی وجہ اقرباء پروری اور کرپشن ہے۔ اقرباء پروری اور کرپشن اس صورت میں پروان چڑھتے ہیں جب پارلیمنٹ اور عدلیہ کمزور ہوں، انہیں اپنا فعال کردار انجام دینے سے روکا جائے یا پھر سرے سے پارلیمنٹ کے وجود کو ہی ختم کر دیا جائے۔ اس طرح اقرباء پروری اور کرپشن بام عروج تک پہنچ جاتے ہیں کیونکہ check and balance کا جو مؤثر نظام پارلیمنٹ مہیا کرتی ہے اس کی معزولی اور معطلی کی صورت میں تمام خرابیاں قومی اداروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔

جناب چیئرمین! ہمارے ملک میں ترقی نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے جمہوری ادارے ایک شکارگاہ میں تبدیل ہو گئے ہیں اور یہ شکار easy target کے طور پر

موجود ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں پارلیمنٹ کے Function کو کمزور کر دیا گیا ہے اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ 1958 کے martial law کے بعد سے Parliament versus قومی اداروں اور خصوصاً فوجی اقتدار کی محاذآرائی اور چپقلش نے پاکستان کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف ملک ٹوٹا بلکہ باقی ماندہ پاکستان بھی انتشار کی کیفیت میں مبتلا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری قومی، جمہوری اور سیاسی ساکھ بری طرح متاثر ہوئی ہے۔

جناب عالی! صدر صاحب نے اپنی تقریر میں بین الاقوامی طور پر لگائے گئے جن چار الزامات کا ذکر کیا ہے، ان میں افغانستان میں قبائلی دہشت گردی، کشمیر کی line of control، ایٹمی ہتھیاروں کا پھیلاؤ اور ایک انتہاپسند سوسائٹی شامل ہیں۔ ان چاروں باتوں کے الزام پر ایک مخلصانہ، مضبوط، اخلاقی اور قانونی وجہ صرف اور صرف طاقت کا زعم، گھمنڈ اور ناانصافی کے منفی رویئے ہیں اس کے علاوہ اور کچھ وجوہ ہو ہی نہیں سکتیں۔ ان چاروں الزامات کے ازالے کے لیے ہمارے media کو چاہیے کہ وہ بھرپور، مربوط اور مضبوط پالیسی اپنائیں۔ ہمارا لہجہ defensive نہ ہو offensive ہو۔ ہماری خارجہ اور داخلہ پالیسی کا ہم آہنگ ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔

جناب! یہ وہ چاروں الزامات ہیں جن کے جوابات خود صدر مملکت دلائل کے ساتھ مختلف forums پر بیان کرتے رہے ہیں لیکن یہ ایک مخصوص عقیدے اور ایک مخصوص جغرافیے، یہ کہہ لیجیے کہ مسلمانوں کو isolate کرنے، discriminate کرنے اور genocide کرنے کا ردعمل ہے لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ چاروں الزام کہاں exist کرتے ہیں۔ 1978 سے افغانستان، روس اور امریکہ کا ہدف رہا۔ ان دونوں نے اپنے اپنے مفادات کی جنگ اس خطے میں لڑی۔ انہی کی وجہ سے حالات خراب ہوئے اور اس وقت سے آج تک افغانستان عالمی طاقتوں کے جارہانہ اور ظالمانہ مفادات کی بھینٹ چڑھتا چلا جا رہا ہے۔

اب رہا کشمیر کا issue تو یہ UNO کے charter اور resolution کے عین مطابق ہے۔ کشمیر میں لڑی جانے والی جنگ عالمی اعتبار سے بھی اور human rights کے مطابق بھی آزادی کی جنگ ہے تو پھر اس الزام کو ہم جرم کیوں تصور کر لیں۔

معذرت خواہانہ سے لہجوں پہ کوئی کیا چونکے
ظلم کو ظلم ہی کہنے کا کچھ انداز تو ہو۔

ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کے سلسلے میں international media نے ایک خاص رویے کے باعث جو زمین و آسمان کے قلابے ملانے ہیں' اس کے لیے ہمارے حکومتی سطح کے media کو جم کر اور مضبوطی سے ان کا مقابلہ کرنا چاہیے تھا لیکن اگر ہم موثر جواب نہ دے سکے تو اس میں ان کی کامیابی نہیں بلکہ ہماری کوتاہیاں ہیں اور ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور دیگر سائنسدانوں کے لیے جو رویہ اختیار کیا گیا اس پر میں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گی کہ اگر یہ domestic affair ہوتا تب بھی ہمیں انتہائی احتیاط کے ساتھ handle کرنا چاہیے تھا چہ جائیکہ ایک international issue کو جس طرح mishandle کیا گیا اس سے حکومت کی immaturity ظاہر ہوتی ہے۔ موجودہ حالات کے تحت جو کچھ میں مستقبل میں محسوس کررہی ہوں اور اس کے لیے جو کچھ میں نے کہا' اس پر ایک قطعہ آپ کی نذر کرتی ہوں۔

یہ دے رہے ہیں نئی نسل کو ہم پیغام
ذہانتوں کو نہ کرنا کبھی وطن کے نام
تعلق اپنا رکھو صرف اپنی ذات کے ساتھ
ورنہ صبح کے اجالوں پر چھا جائے گی شام۔

اب رہی انتہا پسندی کے الزام کی بات تو کیا European معاشروں میں انتہا پسندی نہیں ہے۔ کیا Orthodox, Roman Catholic, Protestant معاشروں میں مذہبی تقسیم نہیں ہے؟ کیا Russia' اسرائیل اور دوسرے غیر مسلم ممالک میں suicide attempts اور نسل پرستانہ approach کے واقعات کو ہم liberalism and moderate societies سے تعبیر کریں گے؟ دور کیوں جائیے اس کی ایک مثال خود ہمارے ملک کی ہے کہ پنجاب میں ایک عیسائی کا قتل ہوتا ہے تو صدر امریکہ کا شدید ردعمل اور بیان کس بات کی عکاسی کرتا ہے؟ بے شک وہ اس میں حق بجانب تھے تو پھر جہاں لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہو وہاں مسلمانوں اور خصوصاً پاکستانی مسلمانوں کے فطری ردعمل کو آپ sugar coated دوائیں دے کر کس طرح پرسکون رکھ سکتے ہیں؟ ان وجوہات کا خاتمہ پاکستانی عوام کی ذمہ داری نہیں ہے۔ جب یہ وجوہات ختم ہو جائیں گی تو liberalism کی بات ازخود ہو جائے گی۔ بہرحال آج کے موجودہ دور میں یہ

حکومت جس طرح حکمرانی کر رہی ہے۔ کوئی اسے تسلیم کرے یا نہ کرے۔ یہ اچھی ہے یا بری لیکن انتہائی احساس وقت میں یہ حکومت کام کر رہی ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ اپنا بھرپور سیاسی جمہوری اور اسلامی کردار سامنے رکھتے ہوئے نہ صرف اس کے ہاتھ مضبوط کریں بلکہ اس کے ساتھ کام کرنے کو ترجیح دیں۔ ایسا نہ ہو کہ تاریخ ہمیں مجرموں کے کٹہرے میں لا کر کھڑا کر دے اور آنے والی نسلیں ہمیں مورد الزام ٹھہرائیں اور کہہ دیں کہ

اہل چمن نے آگ لگا دی بہار میں
ورنہ کچھ اہتمام بہاراں ہوا تو تھا

شکریہ۔

جناب چیئرمین: سید محمد حسین، نہیں ہیں - مسٹر کامران مرتضیٰ، نہیں ہیں - پروفیسر محمد ابراہیم خان -

پروفیسر محمد ابراہیم خان: الحمد للہ و کفٰی وسلام علٰی عباد الذین الصطفی - امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم -بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - شکریہ جناب چیئرمین! اب تک جنرل پرویز مشرف صاحب کی تقریر پر جو بحث ہوتی رہی - اس میں میرے فاضل دوستوں نے ایک دوسرے کا تعارف بھی کرایا اور اس تعارف کے دوران ہم ایم ایم اے کے دوستوں کے بیچ میں تھے اس لئے کچھ گولے ہمیں بھی لگتے رہے - لیکن میں عرض کروں گا کہ ہم قربانی دینے کے لئے تیار ہیں - ملی یکجہتی اور قومی اتفاق رائے اپوزیشن اور حکومت کے درمیان بنانے کے لئے ہم اپنی کوششیں انشاء اللہ جاری رکھیں گے - اس بات سے مجھے اتفاق ہے جناب شیخ رشید صاحب محترم وزیر اطلاعات اس وقت موجود نہیں ہیں - ان کے بیانات اخبارات میں شائع ہوتے رہے ہیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور ہماری پالیسی ایک ہے - میں اس میں یہ اضافہ کروں گا کہ محترم میاں نواز شریف صاحب کی پالیسی بھی ان سے ہم آہنگ ہے۔ اور پالیسی کا ایک تسلسل ہے جسے جنرل پرویز مشرف صاحب لے کر آگے بڑھ رہے ہیں - ہمیں جتنا اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی پالیسیوں سے تھا اتنا ہی میاں نواز شریف صاحب کی پالیسیوں سے تھا اور اتنا ہی جناب جنرل پرویز مشرف صاحب کی پالیسیوں سے ہمیں اختلاف

ہے ۔ پالیسیوں کا یہی تسلسل ہے جس میں میں ایک بات کی طرف اشارہ کروں گا اس وقت مجھے موقع نہیں ملا کہ پالیسیوں کے تسلسل کو ثابت کروں ۔ اس وقت تعلیم کے میدان میں آغا خان فاؤنڈیشن کو جو ترجیح دی جا رہی ہے ۔ وہ یہی تسلسل ہے ۔ تعلیمی نظام ان کو حوالے کرنے کی کوشش ہو رہی ہے ۔ میں یہ عرض کروں کہ آغا خان فاؤنڈیشن کی بنیاد ہی فرقہ واریت پر ہے ۔ ایک فرقے کی بنیاد پر یہ نام رکھا گیا ہے ۔ اور اس کو پورے ملک کا تعلیمی نظام حوالے کرنا کسی طور پر بھی درست نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین ! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تقریر جس کا انتظار شدت سے تھا ۔ اس وقت دوسری تقریر ہونی چاہیے تھی آئین کا تقاضا یہ تھا ۔ اور آئین کے آرٹیکل ۵۶ شق ۳ کی رو سے پہلی تقریر ۲۰۰۲ء کے اختتام پر ہونی چاہیے تھی جب قومی اسمبلی وجود میں آئی اور اس کے بعد پارلیمانی سال مکمل ہونے پر دوسری تقریر ہونی چاہیے تھی ۔ لیکن ایسا نہیں ہوسکا۔ اور اس میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ پارلیمنٹ مکمل نہیں تھی اور پارلیمنٹ کا مکمل نہ ہونا' یہ بھی اس وجہ سے تھا کہ سینیٹ کے انتخاب میں مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کی کوشش ہو رہی تھی اس لئے سینیٹ کے انتخاب کے rules کو صبح شام بدلا جا رہا تھا۔ بالخصوص قبائلی ارکان کے سلسلے میں تو بہت ہی عجیب صورتحال تھی اور جب جنرل پرویز مشرف صاحب کو یہ یقین حاصل ہوگیا کہ اب سینیٹ میں مطلوبہ نتائج حاصل ہوسکیں گے ' اس کے بعد پھر سینیٹ کا انتخاب کرایا گیا۔ ا کتوبر میں قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کا انتخاب ہوا تھا جبکہ فروری ۲۰۰۳ء کے آخر میں سینیٹ کا انتخاب وجود میں آ سکا۔ جناب چیئرمین ! میں عرض کروں گا کہ ۱۹۸۵ء میں انتخابات ہوئے تھے۔ ۲۵ اور ۲۸ فروری کو انتخابات ہوئے اور ۲۱ مارچ ۱۹۸۵ء کو سینیٹ نے حلف اٹھا لیا۔ یہ کام ۲۰۰۲ء میں بھی ہو سکتا تھا لیکن افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ ایسا نہ ہو سکا۔

تقریر میں سب سے پہلی بات جو کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ " قوم سے کئے گئے تمام وعدے پورے کئے گئے ہیں جس میں حقیقی جمہوریت کا قیام بھی شامل ہے"۔ میں عرض کروں گا کہ یہ وعدہ جنرل پرویز مشرف صاحب سے کسی نے بھی نہیں لیا تھا کہ وہ انتخابات کرائیں۔ یہ تو ان کا فرض تھا اور ان کے ذمے یہ قوم کا قرض تھا کہ وہ انتخابات کرواکر منتخب نمائندوں کو حکومت سپرد کر دیں۔ اگر میاں محمد نواز شریف صاحب سے کوئی غلطی ہوئی بھی تھی تو اس کے

یہ معنی لینا کہ اس کی سزا سالہا سال تک قوم کو دی جانے اور قوم کو سزا بھگتنی پڑے۔ یہ کسی طور پر بھی قرین انصاف نہیں ہے۔ اس لئے یہ کوئی وعدہ نہیں تھا۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ گویا بھیک میں ہمیں ملی بلکہ یہ ہمارا حق تھا اور اس وقت تک یہ حق ہمیں مکمل طور پر نہیں مل سکا۔

جناب چیئرمین صاحب! میں اصل وعدے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو وعدہ جنرل پرویز مشرف صاحب نے قوم سے بھی کیا ہے اور جو وعدہ جنرل پرویز مشرف صاحب نے اللہ سے کیا ہے۔ یہ دستور کا متعلقہ حصہ میں آپ کی اجازت سے پڑھ کر سناؤں گا۔ یہ oath ہے Article 244 میں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(In the name of Allah, the most Beneficient, the most Merciful.)

I, General Pervaiz Musharraf, do solemnly swear that I will bear true faith and allegiance to Pakistan and uphold the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan which embodies the will of the people, that, I will not engage myself in any political activities whatsoever and that I will honestly and faithfully serve Pakistan in the Pakistan Army as required by and under the law.

[May Allah Almighty help and guide me. *Ameen.*]

یہ وہ وعدہ ہے جو اس نے قوم سے کیا ہے، جو انہوں نے اللہ سے کیا ہے اور اس وعدے کی مسلسل خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اگر ہم نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں شیرشاہ سوری کے دور کا ایک واقعہ مختصراً عرض کروں گا کہ اس کے دور میں ایک حضرت صاحب تھے۔ ان سے شیرشاہ سوری نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ نے کسی سے چندہ نہیں مانگنا اور آپ کی ضروریات میں پوری کروں گا۔ ایک دن تقریر کے دوران لوگوں سے اچانک وہ کہنے لگے کہ میں نے تو بادشاہ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں چندہ نہیں مانگوں گا اور مجھ پر پابندی ہے لیکن نہیں معلوم کہ آپ لوگوں پر کس نے پابندی لگائی ہے کہ آپ چندہ دینے

سے احتراز کر رہے ہیں ۔ اگر MMA نے حکومت سے کوئی معاہدہ کیا ہے تو ہم کسی حد تک اس کے پابند ہیں لیکن جنرل پرویز مشرف صاحب اس کے پابند نہیں ہیں کہ وہ کسی موقع پر صدارت سے بھی استعفیٰ دے دیں اور چیف آف آرمی سٹاف کے منصب سے بھی استعفیٰ دے دیں اور اس پارلیمنٹ کی بالادستی کو قائم کرتے ہوئے پارلیمنٹ کو یہ اختیار دے دیں کہ وہ اس ملک کے لئے نئے صدرِ مملکت کا انتخاب کر دے اور یہ وعدہ اس کا پورا ہو جائے گا۔ اصل وعدہ یہ ہے۔ جو وعدہ انہوں نے یاد دلایا ہے وہ حقیقت میں وعدہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! انہوں نے چار الزامات کا ذکر کیا ہے اور میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ اس حد تک یہ بات بالکل درست ہے اور سچ ہے کہ ہم پر یہ الزامات عائد کئے گئے ہیں۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ صدر صاحب نے اس بات کی تکلیف گوارا نہیں کی کہ وہ ان الزامات کی تہہ میں جائیں اور یہ ثابت کریں کہ اس میں سچائی کس حد تک ہے اور جھوٹ کس حد تک ہے۔ صدر صاحب نے ان الزامات کو تسلیم کیا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ صدر صاحب نے آگے چل کر اس بات کی نشاندہی بھی کی ہے کہ قوم و ملت اور امتِ مسلمہ کے اندر انتشار ہے۔ میں بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور ان الزامات کے حوالے سے کہ ہمارے اندر اور امت کے اندر ایک انتشار ہے ۔ ہم تین حصوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک حصہ بلاشبہ اس امت میں وہ ہے جو دنیا بھر میں ہونے والے امریکی مظالم کے جواب میں ایک انتہا تک پہنچ گیا ہے اور وہ اس بات پر تل گیا ہے کہ وہ امریکہ کا ہر جگہ مقابلہ کرے گا ، مسلح مقابلہ کرے گا اور سر دھڑ کی بازی لگا دے گا۔ میں بھی اسے ایک انتہا پسندی سمجھتا ہوں۔ یہ ہوش مندی اور دانش مندی نہیں ہے، دانش کا راستہ نہیں ہے۔ لیکن بہرحال امت میں اس طرح کے افراد موجود ہیں۔ اس انتہاپسندی کے پیدا ہونے میں اصل کردار امریکی مظالم کا ہے جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط ہے ۔ اس میں امریکہ نہ صرف مسلمانوں کے خلاف ہے بلکہ پوری انسانیت کے خلاف ایک جنگ کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

دوسرا طبقہ ان خطرات کے حوالے سے ایک معتدل طبقہ ہے اور میں اس کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ آپ کی اجازت سے قاضی حسین احمد صاحب کی تقریر سے چند سطور پڑھوں گا جو قطر میں Brooking Institution کے seminar میں کی تھی اور اس میں اعتدال پسند مسلمانوں

کا نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے۔

انہوں نے کہا ہے کہ

" We acknowledge that United States is the most influential and resourceful power on face of the earth today and the only global super power after the end of the cold war. Its military might has an outreach to the entire globe and a level of firepower that is unprecedented in human history. It spends about half a trillion dollars on defence and security that is more than one-third of the defence spending of the entire world. Its economic, political and cultural influence is cast over the entire world.

In face of this gigantic profile, no country in the world can afford to ignore US policies and designs towards its region. Having said so, it must similarly be realized that the Islamic World is also a force to be reckoned with. The fact that Muslims comprise more than one-fifth of the human race with majority in 56 sovereign countries and significant minorities in the rest including the United States, cannot be ignored. The region that makes the Muslim World has great strategic, political and economic importance. Despite failures of governments and domestic and foreign coercion, the Muslim masses have shown their strong resolve and conviction to resist any attempt that compromises their sovereignty, independence and matters of faith.

It is in this context that the relations between the United States and the Islamic World should be looked into. We believe that these relations should be based on mutual respect, understanding, dialogue and

establishment of a global order that is based on justice, pluralism and co-existence. It is unfortunate to note that the history of relations between the Islamic World and the United States has not been very friendly. An unbiased analysis of our differences and the causes that give rise to them, is the need of the hour".

جناب چیئرمین صاحب ! یہ اعتدال پسند طبقہ کا نقطۂ نظر ہے۔ ہم باوقار dialogues اور مذاکرات چاہتے ہیں۔ لیکن ان دو طبقات، انتہا پسند اور اعتدل پسند کے علاوہ ایک تیسرا انتہا پسند طبقہ ہے۔ یہ طبقہ امریکہ سے خائف ہے۔ خوف میں آکر یہ طبقہ امریکہ کے پاؤں پڑنا چاہتا ہے اورمسلم امہ کے حکمرانوں کی اکثریت الا ماشاء اللہ اسی طبقہ سےتعلق رکھتی ہے۔ ہمارے حکمران بھی ڈر کے مارے امریکہ کے پاؤں میں گرنا چاہتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ باوقار انداز میں ان کے الزامات کا جواب فراہم کریں اور ان کی بات کو ان پر الٹا دیں، وہ سب کچھ تسلیم کرتے ہیں اور جناب جنرل پرویز مشرف صاحب تو اپنی قوم کے خلاف سلطانی گواہ بن گئے ہیں، انہوں نے چاروں الزامات کوتسلیم کیا ہے اور اس کے بعد وہ امریکہ کے سامنے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ان تمام الزامات کا تاثر میں ختم کروں گا۔۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیئے۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب ! میں اس وقت اشارے ہی کروں گا ان الزامات کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہر الزام پر بات ہوتی ۔ جناب چیئرمین صاحب ! وزیرستان آپریشن پر میں نے کئی adjournment motions آپ کے سیکرٹیریٹ میں بھیجی ہیں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسے ہماری motions اور قراردادوں کی قتل گاہ بنایا جارہا ہے اور ان کو قتل کیا جاتا ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ الزام کہ دہشت گردی کے واقعات افغانستان میں قبائلی علاقہ جات سے ہو رہے ہیں، میں عرض کروں گا کہ اس وقت افغانستان میں کسی حکومت کا وجود نہیں ہے ۔ جناب کرزئی صاحب اس بات پر مجبور ہیں ۔ ان کو پورے افغانستان میں اپنے گھر کی حفاظت کے لیے کوئی افغان نہیں مل رہا اور وہ اس بات پر مجبور ہیں کہ وہ اپنے گھر کے

پہرہ پر بھی امریکیوں کو کھڑا کر دیں۔اس نئے الزام بالکل بیہودہ ہے اور لغو ہے ۔ افغانستان کے اندر خود ہی آگ ہے اور اس آگ کو ختم کرنے میں ہم کردار ادا کر سکتے ہیں لیکن یہ درست نہیں ہے کہ پاکستان کی طرف سے دہشت گردی ہو رہی ہے ۔

کشمیر میں انہوں نے لائن آف کنٹرول کی بات کی ہے کہ دہشت گردی کا الزام ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب! کشمیر میں سات لاکھ بھارتی افواج دہشت گردی کر رہی ہے ۔ بجائے اس کے کہ جنرل پرویز مشرف صاحب یہ بات کہیں کہ کشمیر کے اندر ہندوستان دہشت گردی پر تلا ہوا ہے مگر وہ خود تسلیم کر لیتا ہے کہ ہم پرامن طریقے سے یہ بات کریں گے ۔ میرے پاس اس وقت نہرو کے وہ پیغامات موجود ہیں جو انہوں نے جناب لیاقت علی خان صاحب کو بھیجے تھے، انہوں نے UNO کو بھیجے تھے اور انہوں نے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ کشمیر میں plebicite ہو گا لیکن آج ہم پر الزام ہے اور حقیقت میں وہ خود الزام کی زد میں آئے ہیں۔

جوہری ہتھیاروں کے پھیلاؤ کا الزام ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں عرض کروں گا کہ یہ بات سوچنے کی ہے کہ جوہری ہتھیار کہاں سے کس نے پہنچائے ہیں ۔ جناب چیئرمین! یہ BBC انٹرنیٹ کا ایک صفحہ ہے ۔ امریکہ نے ایٹم بم بنانے کے لیے نازی جرمنی سے بھاگنے والے سائنسدان اوپن ہائمر کی خدمات حاصل کی تھیں۔ سوویت یونین کو امریکہ کے ایٹمی راز روزن برگ نے فراہم کیے تھے ۔ چین کو ایٹمی استعداد سوویت یونین کی ٹیکنالوجی سے نصیب ہوئی تھی۔ اسرائیل امریکہ کی صنعتی جاسوسی اور پینٹاگون کے رفیقوں کی مدد سے ایٹمی طاقت بن پایا اور جنوبی افریقہ کا ایٹمی پروگرام اسرائیل کا مرہون منت رہا لیکن بدلے ہوئے حالات میں پاکستان اگر یہ دلیل دے بھی تو وہ کیسے دے گا اور سنے گا کون ؟ کیا کسی نے سوچا تھا کہ جو ٹیکنالوجی ملک کے تحفظ کے لیے جان توڑ کر حاصل کی گئی ہے ، ایک دن وہ گلے میں لٹکا کر سر بازار یوں چلنا پڑے گا ---

جناب چیئرمین :اب ختم کریں ۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان : اس میں آخری بات جو لکھی گئی ہے وہ بہت ہی قابل غور ہے ۔ اس سے پہلے پاکستان میں نعرہ ہوتا تھا کہ پاکستان زندہ باد ، اب پاکستان میں تمام اعلیٰ

تعلیم یافتہ افراد کے لیے نعرہ ہونا چاہیئے کہ پاکستان سے زندہ بھاگ ۔ یہ جناب BBC ہمیں کہہ رہا ہے ۔

جناب چیئرمین صاحب! یہ تو جھوٹے الزامات ہیں۔ اصل الزام جو ہم پر لگایا گیا ہے ۔ اصل الزامات تو Amnesty International کے ہیں ۔ جناب! مجھے پڑھنے دیجئے ۔ یہ Amnesty International کی report میں ہے ۔

"There is clear evidence that Pakistan has, in the context of its current cooperation with the US-led coalition, violated a range of human rights and obligations under international humanitarian law. It has arbitrarily arrested Pakistani and non-Pakistani people suspected of membership in *Al-Qaida* and *Taleban*. Pakistan has handed over an unknown number of detainees to the US-led coalition without reference to any legal requirements, including Pakistan's domestic legislation governing extradition.".

اور اس میں پھر یہ بھی ہے

"For its part, the USA has denied, or threatened to deny, internationally recognized rights to people taken into its custody in Afghanistan and elsewhere, including those transferred to Camp X-Ray and Camp Delta in Guantanamo Bay."

جناب چیئرمین! پھر اس میں تفصیل سے اس بات کا ذکر ہے کہ کس طرح ملاّ عبدالسلام ضعیف جو ایک سفیر تھے ان کو امریکہ کے حوالے کیا گیا اور دنیا کے تمام قوانین کی دھجیاں بکھیر کے رکھ دی گئیں اور ہمارے جنرل پرویز مشرف صاحب نے یہ کام کیا۔ ہمارے سر شرم سے جھکے ہوئے ہیں کہ ہم نے کوئی کام نہیں کیا۔

جناب چیئرمین صاحب! انہوں نے علامہ اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح کا حوالہ دیا تھا، میں عرض کروں گا کہ علامہ اقبال نے جو پیغام دیا تھا وہ یہ تھا کہ

در دل مسلم مقام مصطفیٰ

آبروئے ما ز نام مصطفیٰ

مسلمان کے دل میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے اور ہماری عزت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

در شبستان حرا خلوت گزید

قوم و آئین و حکومت آفرید

رات کی تاریکیوں میں انہوں نے خلوت اختیار کی اور وہاں سے وحی لینے کے بعد انہوں نے ایک قوم بنائی اور ان کو قرآن عظیم الشان کی صورت میں ایک آئین دیا اور ان کی حکومت قائم کی۔

از کلید دین در دنیا کشاد

ہم چوں او بطن ام گیتی نہ زاد

انہوں نے دین کی چابی سے دنیا کا دروازہ کھولا اور ان جیسے دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوئے۔ ہمارے لئے تو علامہ اقبال کا پیغام یہ ہے کہ ہم دین کو یہاں پر عام کریں اور دین کے ذریعے سے دنیا کی چابی سے دنیا کا دروازہ کھولیں۔ اس طریقے سے ہم دنیا میں سرخرو زندگی بسر کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین صاحب! آخری بات میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے کچھ دوستوں نے ہمارے کشمیر اور افغانستان کے شہداء کی ناقدری کی، ان کو ایسے انداز سے یاد کیا جو کہ مناسب نہیں تھا۔ یہ دوست ہمیں یہ بات کہنے پر مجبور کرتے ہیں کہ انہوں نے کراچی کو بوری بند لاشوں کے تحفے دیئے، انہوں نے ٹارچر سیل قائم کئے، انہوں نے زندہ افراد کی ہڈیوں میں برمے سے چھید کئے اور ان لوگوں نے کراچی کی روشنیوں کو قتل کیا۔ وہ آج ہمیں کہتے ہیں کہ افغانستان میں اور کشمیر میں دوسروں کے بیٹوں کو بھیجتے ہیں۔ مجھے یہ تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں کہ اسلامی تحریکوں اور اسلامی جماعتوں کے کن کن قائدین کے جگر گوشے کشمیر اور افغانستان میں مقام شہادت تک پہنچ چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیئے۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ اپوزیشن اور حکومت ان معاملات پر یک جان ہو اور خصوصاً جنرل پرویز مشرف صاحب سے میری یہ استدعا ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ ان الزامات کو قبول کرتے ہیں، وہ ہمیں اپنے ساتھ بٹھائیں، ہم ان کے ساتھ بیٹھیں گے، ہم سر جوڑ کر بیٹھیں گے اور ان الزامات کا تدارک کریں گے اور ان کے مقابلے کے لئے پوری امت کو یک جان کریں گے لیکن یہ الزامات کا کوئی جواب نہیں کہ وہ اعتراف کر کے خود اپنے آپ کو مجرم ثابت کریں اور قدیر خان کو T.V پر لا کر ان کو مجرم ثابت کریں۔ اس سے احتراز کرنا چاہیئے ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! افغانستان کے حوالے سے ہمیں اعتراض ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں۔ انہوں نے کوئی نام نہیں لیا، آپ تشریف رکھیں۔ رضا صاحب! تشریف رکھیئے، کوئی ایسی بات نہیں ہے، آپ کی تقریر ہو گئی ہے۔ اس طرح نہیں ہو گا۔ انیسہ زیب طاہر خیلی، ظفر اقبال چوہدری، مسز کلثوم پروین، جناب محمد اکرم، ظفر اقبال صاحب ہیں ۔ رضا صاحب! تشریف رکھیئے۔ ان پارلیمانی روایات سے ہم بخوبی واقف ہیں، ہر چیز کا صرف اسی وقت جواب ہے، جب کوئی personal reference ہو، اس کی اور بات ہے۔ یہ آپ نے اپنی تقریر میں کہا ہے، آپ کے دوسرے ساتھی بولے۔ تشریف رکھیئے۔ جی ظفر اقبال صاحب! آپ شروع کریں۔

جناب ظفر اقبال چوہدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! اپوزیشن نے اپنی تقاریر میں حکومت کی پالیسیوں کو بھرپور انداز میں اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ موجودہ حالات میں معلوم یہ ہوتا ہے کہ یا تو ان کو ادراک نہیں ہے یا انہوں نے کبوتر کی طرح اپنی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں یا پھر اپنی بہنوں سے معذرت کے ساتھ کہ عورتوں کی طرح طعنے تو انہوں نے ضرور دیئے ہیں لیکن کوئی ٹھوس تجاویز سامنے نہیں لے کر آئے بلکہ تنقید برائے تنقید پر ہی انحصار کیا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایسی چیزیں نہ کہیں جس پر کہ دوسروں کو اعتراض ہو۔

جناب ظفر اقبال چوہدری: میں اس پر پہلے ہی معذرت کر چکا ہوں کیونکہ یہ محاورتاً استعمال ہوتا ہے۔ یہ میں واپس نہیں لے سکتا کیونکہ محاورہ واپس نہیں ہو سکتا۔ اس کے برعکس صدر صاحب نے صاف گوئی کا ثبوت دیا ہے اور انہوں نے پارلیمنٹ میں ان تمام حالات کو بیان کیا، خواہ گورنمنٹ نے کچھ achieve کیا ہے یا جن مشکلات سے اس وقت پاکستان دوچار ہے، خواہ وہ اندرونی حالات ہوں، خواہ وہ بیرونی حالات ہوں، ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے یہ تمام حالات اس لئے Parliament میں کھل کر بیان کئے ہیں کہ treasury benches کے ساتھ ساتھ opposition کے بھائیوں کو بھی اعتماد میں لیا جائے اور موجودہ حالات میں اس پر جو بہتر discussion ہو سکتی ہے، وہ کی جا سکے۔ میں اس سلسلے میں سب سے پہلے حکومت کی achievements کی طرف آتا ہوں کہ حکومت نے مالی طور بہت achievements کی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت پاکستان کے reserves بڑی تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور پاکستان 14 ارب dollars کے reserves کو touch کرنے کو ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ پچھلے دنوں پاکستان نے International Currency Market میں Euro bond introduce کروایا اور دس سے بیس دن کے اندر اندر پچاس کروڑ dollars کا اضافہ ہمارے reserves میں ہوا۔ یہ اس بات کی indication ہے کہ پاکستان کی economy ایک positive سمت کی طرف جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ پچھلے دنوں World Economic Forum نے اپنی ایک report پیش کی ہے اور اس report میں انہوں نے پاکستان کے معاشی حالات کو positive قرار دیا ہے اور اپنی rating یا listing میں اس کو B positive قرار دیا ہے۔ میں یہ اس لئے بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے چار سال کے تسلسل سے economically جس target کو General صاحب نے achieve کرنے کا وعدہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم اس کے نزدیک پہنچ رہے ہیں۔ ہماری Stock Market نے اپنے تمام سابقہ اہداف سے double کی حد cross کی ہے، یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ اس کے علاوہ ہماری property کی value بھی تیزی سے بڑھ رہی ہے، industrial growth میں بھی

مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ ہماری PIA اور Railway جو اس سے پہلے ہمیشہ خسارے کا شکار رہتے تھے، انہوں نے بھی اپنے profits show کئے ہیں۔ بینکوں نے بھی اپنے sector میں بہتر کارکردگی دکھائی ہے اور اب ان کا business friendly attitude ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے interest rates کو کم کیا ہے اور ان کے اسی attitude کی وجہ سے اب financial development کافی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ اس سے پہلے پاکستان اپنے قرضوں کی ادائیگی کے لئے مزید loan لینے پر مجبور ہوا کرتا تھا جبکہ اب خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاکستان نے اپنے تمام hard loans pay کئے ہیں انہی کی وجہ سے، کیونکہ اس سے پہلے ہمیشہ IMF ہر سال ہمارے سر پر سوار رہتا تھا لیکن اب IMF کی یہ صورت حال ہے کہ ہماری بہتر مالی حالت کو دیکھتے ہوئے، اب وہ loan دینے کے چکر میں ہمیشہ ہمارے پیچھے پیچھے نظر آتا ہے۔ اس سے پہلے پاکستان جس corruption کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا اور دنیا میں اس کا دوسرے نمبر پر corruption میں شمار ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب وہ اس سے بھی نکل آیا ہے اور ایک صاف ستھری حکومت کا تصور سامنے آیا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف front liner ہے، پوری دنیا میں اس کی پالیسیوں پر نہ صرف اعتماد کا اظہار کیا جا رہا ہے بلکہ اس کو سراہا بھی جا رہا ہے۔ وانا میں جو operation ان غیر ملکی دہشت گردوں کے خلاف کیا جا رہا ہے، اس کو وہاں کے عمائدین کی حمایت حاصل ہے ۔ یہ سب کچھ پاکستانی فوج کے زیر اثر ہو رہا ہے، اس میں کوئی غیر ملکی فوج یا غیر ملکی pressure بروئے کار نہیں ہے بلکہ پاکستانی فوج اپنے بہتر انداز میں اور پاکستانی حکومت اپنے بہتر انداز میں اس کو حل کرنے کے لئے سر توڑ کوشش میں مصروف ہیں۔

[اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین جناب خلیل الرحمٰن کرسی صدارت پر متمکن ہوئے]

اس کے علاوہ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ کوئی باہر سے آئے، کیوں نہ ہم خود ہی اپنے معاملات کو بہتر انداز میں حل کریں۔ اس وقت کشمیر کا معاملہ پوری دنیا کی توجہ کا مرکز ہے۔ ایک ایسے مسئلے پر، کشمیر کے مسئلے پر دنیا کی دو ایٹمی قوتیں ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہیں اور پاکستان نے اس معاملے میں اپنے رویئے سے انڈیا کو اس بات پر مجبور کیا ہے کہ وہ مذاکرات کی table پر آئے اور اس کی ان کوششوں کو پوری دنیا میں سراہا گیا ہے ۔ انشاء اللہ

تعالیٰ اب یہ امید کی جا رہی ہے کہ کشمیری عوام، پاکستان اور انڈیا مل کر اس مسئلے کو خوش اسلوبی سے حل کر لیں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ کسی بھی معاشرے کی بنیاد انصاف پر مبنی نہ ہو تو وہ معاشرہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اسلامی معاشرے میں انصاف کو ہی بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ہماری higher courts جو بھی ہیں ان میں judge صاحبان کو کافی مراعات حاصل ہیں لیکن lower courts کی طرف آج تک کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ جب تک ہم نے ان کی حالت کو بدلنے کا تہیہ نہ کیا یا انقلابی اقدامات نہ اٹھائے تو انصاف کو نچلی سطح تک پہنچانا بہت مشکل ہو گا اور اس کے لئے انقلابی اقدامات کرنا ہوں گے۔ ہم تب ہی بہتر انصاف کی توقع کر سکتے ہیں جب ہم ان کو بہتر مواقع مہیا کریں گے۔ ایک بہتر، مضبوط اور آزاد judiciary ہی عوام کے مفادات کا آزادانہ تحفظ کر سکتی ہے۔

اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ان جج صاحبان کے salary structure کو بہتر کیا جائے۔ ان کے residential اور ان کے transport کے معاملات کو بہتر کیا جائے اور ان کو پورے پاکستان میں ایسا صاف ستھرا ماحول مہیا کیا جائے کہ خواہ وہ بڑے شہروں میں ہوں یا پاکستان کے دور دراز علاقوں میں اپنی duties سر انجام دے رہے ہوں۔ اس کے علاوہ ان کی appointments، ان کے training structure کو بہتر کیا جائے اور High Courts میں ان کے کوٹے کو increase کیا جائے۔ اس طرح ہم ایک اسلامی فلاحی مملکت اور معاشرے کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔

اس کے ساتھ میں education system پر بھی کچھ تھوڑا سا عرض کروں گا کہ اس وقت ہمارا education system بالکل تباہی کے دہانے پر ہے اس پر بہت improvement کی ضرورت ہے اور حکومت کو چاہیے کہ وہ اس پر خاص طور پر توجہ دے کیونکہ ہم پاکستان کو ایک modern، فلاحی، جمہوری اور اسلامی ریاست بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہماری قوم کا ہر فرد زیور تعلیم سے آراستہ ہو۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ ظفر اقبال صاحب۔ Wasim Sahib, do you have

worked out some time frame for the speeches?

Mr. Wasim Sajjad: Time table sir?

Mr. Deputy Chairman: No, time frame? 10 minutes or 15 minutes?

جناب وسیم سجاد: جی میرے خیال میں دس منٹ for ordinary speech کافی ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Then we can cover. Yes, Mumtaz Bibi Sahiba.

مسز ممتاز بی بی: جناب چیئرمین ! یہاں پر اپوزیشن اور حکومتی پارٹی کے بڑے لائق، قابل scholars نے اپنی اپنی speech کی ہے جس میں انہوں نے حکومت کے تمام حالات، جب سے پاکستان بنا ہے، اس پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں اس وقت صرف ان واقعات کو یا ان باتوں کو آپ کے زیر غور لاؤں گی جس سے ایک درمیانہ طبقہ دو چار ہو رہا ہے۔

صدر صاحب نے بہت سارے خطرات سے آگاہ کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ معاشی ترقی ہماری خوشحالی کی بنیاد ہے اور اس کی طرف مثبت اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے زیادہ ہمارے مالی اثاثے بنکوں میں جمع ہو رہے ہیں جیسا کہ ابھی ایک صاحب نے فرمایا ہے کہ پچاس کروڑ سے بھی زیادہ جمع ہو چکے ہیں لیکن اس کا فائدہ عام، غریب لوگوں کو کیا ہوا ہے۔ اس وقت چار کروڑ ساٹھ لاکھ غریب عوام خط افلاس سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ اشیائے صرف کی پیداوار بڑھانے کے اقدامات تو کیے جا رہے ہیں لیکن روز بروز مہنگائی بڑھتی جا رہی ہے۔ بجلی، گیس اور تمام بنیادی ضرورتیں ہیں ان کی قیمتیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ غریب کے منہ سے نوالا چھینا جا رہا ہے۔ آپ اس وقت یقین کریں کہ گوشت کی قیمتکتنی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ سبزی کتنی مہنگی ہو چکی ہے۔ اب ذرا دوسری طرف آیئے۔ تعلیم۔ جس کو کہا جاتا ہے کہ تعلیم عام کی جاری ہے میرے خیال میں غریبوں سے تعلیم چھینی جا رہی

ہے۔ غریب کا بچہ پڑھ پڑھ کر مر جاتا ہے لیکن اسے اعلیٰ تعلیم کے لئے اچھے کالجوں میں داخلہ نہیں دیا جاتا۔ امیروں کے بچے جتنے اچھے کالج یا سکول میں پڑھتے ہیں اتنی ہی بڑی فیس دے کر وہ tuition fees سے بھی پڑھتے ہیں۔ وہ اپنا merit قائم کرتے ہیں اس کے بعد entry test ہوتا ہے وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے آگے چلے جاتے ہیں اس کے ساتھ گورنمنٹ نے self finance کی سکیم شروع کر دی ہے جس سے غریب اور بھی غریب تر ہوگیا ہے۔ غریبوں کے بچے جو کہ 900 نمبر لے لیتے ہیں ہزار میں سے۔ لیکن وہ آگے نہیں بڑھ سکتے اور ان کی ذہنی کیفیت اور ان کے والدین کی ذہنی کیفیت کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کی کیا حالت ہوگئی ہے۔ اسی طرح اگر آپ hospital میں چلے جائیں بیماریوں کو دیکھیں۔ غریب بیماریوں سے سسک سسک کر مر رہے ہیں لیکن دوائیں ہیں ان کی قیمتیں آسمان پر چڑھی ہوئی ہیں۔ خدارا ان تمام حالات کے اوپر غور کیا جائے۔ اپوزیشن اور حکومتی پارٹیاں مل کر اس مسئلے کو حل کریں۔ بے روزگاری روز بروز بڑھ رہی ہے۔ کارخانے بند پڑے ہوئے ہیں کسی کو نوکری نہیں مل رہی ہے۔

واہ یہ ترقی نظر، ہائے یہ پستی عقل

سارے جہاں کی ہے تجھ کو خبر، خود اپنے جہاں سے ہے تو بے خبر۔

آخر میں میں اتنا ہی کہوں گی کہ

ہم آج بھی ہو سکتے ہیں اس دنیا میں سرفراز
مل سکتی ہے ہمیں عہد گزشتہ کی وہ عظمت
گر تھام لیں دامن سرکار دو عالم
سینوں سے کھرچ ڈالیں نفرت و کدورت

شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ ممتاز بی بی صاحبہ۔ کلثوم پروین صاحبہ۔ غیر حاضر ہیں۔ محمد اکرم صاحب۔

Mr. Muhammad Akram: Thank you Mr. Chairman, I welcome

the President's Address of the 17th January to the Joint Session of the Parliament and the resulting and interesting views from the colleagues inthis regard The honourable President gave a very comprehensive and candid over view of the situation and challenges the country faced, namely extremism, nuclear proliferation, economy, agriculture and cross border terrorism Mr. Chairman, back in 1999 Pakistan faced some of the worst crisis that it had ever seen. Our economy was in bad shape, our export were minimal, our foreign exchange reserves were enough to last a few days, unemployment was heading a roof, corruption was at its peak, the nuclear assets were constantly the target of the enemies, our borders were unsafe, there was a chaos all over. The unemployment and the resulting lawlessness was beyond the control of any government. Under these circumstances, General Pervez Musharraf, took charge of thecountry and these were some of the very difficult challenges that we had to face.

Mr. Chairman! we as a country had the reputation or we rather did not have any respect or reputation in international community, we were never considered as a respectable and civilized member of the international and civilized community. These were some of the hard facts that required the President to make some hard decisions. Mr. Chairman, the President has said this on more than one occasions that it is not just a responsibility of Pakistan or the Muslims residing in Pakistan to preach, teach and advocate the powers of Islam but rather the responsibility of the entire Muslim Ummah to potrait the correct image of Islam rather than

pulling the guns at each other We need to chalk out a strategy that would take Pakistan into a situation where we would be considered a tolerant, peace loving nation. We need to make sure that our soil is not used, abused or misused for the purpose of gaining political motives. It was discovered very clearly that our soil was misused endangering the very existence of the 140 million people living in the country. It was time to take a fresh look at the country, our foreign policy and indeed the President had to alter the foreign policy in order to make sure that not only Pakistan's image is salvaged but Pakistan's image is enhanced and Pakistan is built out against all foreign misadventures.

Mr. Chairman, some very hard decisions were required to be made and *Alhamdolillah* every Pakitani is proud of what General Pervaiz Musharraf who not only saved the country from some of the worst crisis but also made it much more stronger in defence and put Pakistan on the path of economic recovery.

Today Mr. Chairman, the international community looks up to us for what Pakistan has achieved. They praise Pakitan for its firm stand as peace loving nation. Our foreign exchange reserves have improved considerably. Our Stock Exchange is much more stable than it was prior to 1999. The investors both local and from abroad are returning to Pakistan and are investing slowly and gradually but indeed they are coming back.

Mr. Chairman, General Pervez Musharraf has turned the situation around and certainly he is not holding a majic stick to turn it around over

might. During the course of speeches, Mr. Chairman, it was noticeable that friends from the opposition talked on many issues. Mr. Chairman, the entire nation would like to ask the members from the opposition who have ruled this country before that they have had a chance to rule this country and what did they do. What did they achieve to deliver to this country as a strong Pakistan. Why they were not able to counter terrorism and lawlessness that country was encoutering. The limited foreign exchange Mr. Chairman, the weak and unstable Pakistani rupee left a devastating impact on our economy. How can we forget the situation that prevailed particularly in Karachi where hundreds of youths got killed, we cannot forget those days.

Mr. Chairman it is not just the ruling government or the treasury benches speaking of the tremendous achievements of General Pervez Musharraf but the whole international community speaks of the progress and achievement and his courageous policy to live in peace and his courage to join the international community to fight terrorism and portray the real image of Islam being a peace loving religion that teaches tolerance.

جناب ڈپٹی چیئرمین: آغا صاحب آپ کی کرسی کا لٹو تو نہیں پھنس گیا۔

Mr. Muhammad Akram: Mr. Chairman this country had always complained of lacking a true leadership. *Alhamdolillah* we have the right leadership and an honest loyal leadership but it is sad that it is still very critical and pariticularly our opposition members are still very

critical of our leadership that has started to deliver the results They will simply not accept a true leadership that defeats their ulterior motives.

Mr. Chairman there are many new members, like myself, in the House and both Houses of the Parliament but we certainly have been exposed to the international norms and we really understand as to how respectable and responsible, nations behave. It is sad what transpired during the Presidential address. There were foreign diplomats, and international dignitaries and reporters, people from the media sitting in the galleries and watching the entire proceeding.

جناب ڈپٹی چیئرمین : ذرا wind up شروع کریں اکرم صاحب - please wind up.

Mr. Muhammad Akram: Mr. Chairman, the uncivilized and undemocratic attitude from the opposition benches delivered nothing on that but a shame to this country.

It was mentioned that General Pervez Musharraf was nervous whileaddressing the joint Parliament. Mr. Chairman, they have forgotten that he is a soldier, a most popular leader of the Muslim Ummah and has always remained very firm. He spoke of the challenges the country has in the face of the earth, our nuclear assets, our weak economy and many many challenges that this country has faced. The limited resourcesthat we have, he was worried about the country and the challenges facingthis country not the opposition. He spoke his heart about the risingextremism, cross border terrorism and Pakistan's salvage.

Mr. Chairman, our political parties of the past have done nothing but looted this nation for over 50 years and they are mistaken that this nation will continue to forgive them.

Mr. Chairman, there is one more aspect, most vital that the government of President Musharraf and Prime Minister Jamali has been persuing which is a core issue, education. This is the root cause, whether it is nuclear strength, agriculture, extremism, terrorism or anything else, education is the root cause. Again, the government of the past has delivered nothing to address the issue of education. It is the education that will counter all our problems in a civilized society. I conclude Mr. Chairman, by saying that it is still not very late that we, as a nation, should leave behind all our differences as *Muhajers*, *Pathans*, *Balochis* and *Punjabis* and let us rise to this occasion, let us leave behind our differences and deliver a strong Pakistan to this nation and to our children. Thank you.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Nawab Muhammad Ayaz Khan, he is not here. Mr. Farooq Hamid Naik, not present. Mr. Mateen Shah.

جناب متین شاہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ صدر صاحب کے خطاب پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے مجھے لارڈ میکالے کا دعوٰی سو فیصد درست معلوم ہو رہا ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ میں برصغیر کو وہ نظام تعلیم دے رہا ہوں کہ برصغیر کی آنے والی نسلیں ہم گوروں کے لئے اپنے گوروں سے زیادہ وفادار ہوں گی۔ جناب والا! اسی تعلیم کے

پروردہ حضرات " شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار " ہوتے ہوئے ہمارے قبائلی محب وطن لوگوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔ جناب والا! اس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ وہ قبائل ہیں جنہوں نے پاکستان بننے کے بعد چودہ سو کلو میٹر لمبی پٹی کا دفاع خود کیا ہے اور یہ افغانستان کے ساتھ چودہ سو لمبا بارڈر ہے، بغیر کسی تنخواہ کے، بغیر کسی معاوضہ کے وہاں پر ایک رائفل اور فوجی کا آج تک خرچہ نہیں ہوا ہے۔ یہ وہ قبائل ہیں کہ جب بھی مشرقی سرحدات پر انڈیا کی طرف سے کچھ ہوا ہے تو صف اول میں یہ مجاہدین بھی کھڑے ہیں ۔ آج وہ قبائلی عوام، وہ محب وطن اتنی بےدردی سے قتل کئے جا رہے ہیں اور ان کے بچے یتیم ہو رہے ہیں، یہ بہت افسوس کی بات ہے ۔ جناب والا، یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ اسامہ بن لادن قبائلی تو نہیں ہے اور یہ foreigners قبائلی عوام نے تو نہیں بلائے ہیں ۔ جناب والا، 1979 سے 9/11 تک اس ملک کے جو حکمران رہے ہیں، سب اس میں برابر کے شریک ہیں۔ جو حکمران حزب اقتدار میں رہے ہیں سب اس میں برابر کے شریک ہیں جنہوں نے دنیا کے کونے کونے سے ان لوگوں کو جہاد کے نام، مجاہد کے نام، غازی کے نام جمع کیا اور قبائل میں رکھا اور یہاں سے ان کو اسلحے کی صورت میں امداد دے رہے تھے اور ان کو بڑی بڑی سہولتیں مہیا کیں اور ان کو افغانستان اور روس کے خلاف استعمال کر رہے تھے۔

جناب والا! اگر قبائل نے ان کی مدد کی ہے تو وہ یہاں کے حکمرانوں کے کہنے پر یہ سب کچھ کیا۔ جب حکمرانوں کے کہنے پر انہوں نے کچھ کیا ہے تو پھر آج حکمرانوں کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ 25 سال ان قبائلیوں نے آپ کا ساتھ دیا لیکن آج ان کو آپ گولی سے مار رہے ہیں۔ ہاں اس بات کے ہم بھی قائل ہیں کہ آج کے حالات کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن اس حد تک ہماری آرمی اور حکمرانوں کو نہیں جانا چاہیئے کہ قبائلیوں کو بغیر کسی گناہ کے گولی سے مار دیا جائے۔

جناب والا! جب انہوں نے عام شہری مار دیئے تو اس کے بعد government کی طرف سے اس House میں مشورے ہو رہے تھے کہ ان کے لئے کوئی committee بنائی جائے تاکہ اس واقعہ کی صحیح تحقیق کی جائے لیکن کل کے media اور press میں آیا ہے کہ ایک مقتول کے وارثوں کے لئے ایک ایک لاکھ کا معاوضہ دیا جائے گا اور زخمیوں کو پچاس پچاس

ہزار روپے معاوضہ ملے گا۔ جناب والا! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے Fire کیا ہے انہوں نے اپنا قصور مان لیا ہے کہ ہم نے عام شہری کو مارا ہے حالانکہ دہشت گرد کو کوئی معاوضہ نہیں دیتا۔

جناب والا! ظلم کی بات یہ ہے کہ ایک طرف سے بارہ آدمی قتل ہو گئے ہیں، چند زخمی ہیں اور ان کے چودہ، پندرہ لاکھ روپے بنتے ہیں اور دوسری طرف یہی انتظامیہ اور یہی گورنمنٹ جس قوم کو معاوضہ دے رہی ہے، یعنی مقتول کے وارثوں کو معاوضہ دے رہی ہے، اسی قوم پر 54 لاکھ روپے جرمانہ بھی وہ لگاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی انصاف ہے یا کوئی قانون ہے۔ جناب والا! اگر یہ قبائل اس ملک کا حصہ ہیں، اس ملک کے شہری ہیں اور ان کے بچے اس ملک کے شہری ہیں تو پھر اتنے ظالمانہ انداز سے ان کا قتل کرنا کیا مناسب بات ہے؟

جناب والا! یہ مسئلے کا حل بھی نہیں ہے بلکہ مذاکرات و مفاہمت کے ذریعے حل ہونا چاہیئے جس کے لئے وہاں کا جرگہ سسٹم ہے اور ان کے رواج کے ذریعے فیصلہ ہو جاتا تو اچھا ہوتا۔ اسی جرگہ سسٹم کے تحت ایک لشکر بھی تشکیل پایا تھا اور گورنمنٹ کا مشورہ بھی اس میں شامل تھا اور ان کی ٹیم کا مشورہ بھی شامل تھا اور یہ جرگہ اپنا کام پوری کامیابی سے چلا رہا تھا لیکن اس کے باوجود آرمی والے آ گئے اور انہوں نے بندوق کے منہ پر operation شروع کر دیا۔

جناب والا! اس قبائلی عوام اور آرمی کے درمیان نفرت بڑھے گی اور اس قتل کے واقعہ کے بعد عوام کی ہمدردیاں آرمی کے خلاف ہو گئی ہیں اور اس سے خانہ جنگی کا بھی خطرہ ہے۔ پہلے جرگہ کے ساتھ انتظامیہ بھی تھی اور وہ حکمت کے ساتھ اپنا کام کر رہے تھے اور تقریباً چالیس، پنتالیس آدمی بھی حکومت کے حوالے کیے گئے لیکن اس کو آگے بڑھنے نہیں دیا گیا۔ اچھی بات تو وہ ہوتی ہے جس میں نفرت نہ ہو، تشدد نہ ہو، دشمنی نہ ہو اور جس میں کسی کے بچے کے یتیم نہ ہونے کی بات ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ دشمن گڑ سے مر جاتا ہے تو اس کو زہر دینے کی کیا ضرورت ہے۔ جناب والا! جیسا کہ یہاں کی حکومت نے قبائل کو پچیس سال استعمال کیا یہاں کی حکومت کو ابھی یہ تو نہیں کرنا چاہیئے تھا کہ ان پر گولی چلا دے۔ کسی حکمت کے تحت کام چلاتے تو قبائلیوں کی جان بھی محفوظ ہوتی، قبائلیوں کی عزت بھی

محفوظ ہوتی، قبائلیوں کے بچے بھی محفوظ ہوتے اور ہماری دشمن سے بھی جان چھوٹ جاتی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ متین شاہ - پری گل صاحبہ تو یہاں پر ہیں نہیں - انیسہ زیب طاہر خیلی - آپ ہیں

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کروں گی کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا - 17 فروری 2004ء یقیناً ایک انتہائی اہمیت کا حامل دن ہے - صدر مملکت نے اس دن Parliament کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بہت واضح طور پر وہ مسائل اور اہمیت کی حامل تمام باتیں Parliament کے سامنے رکھ دیں - انہوں نے اس مشکل صورتحال سے نکلنے کے لئے راہ بھی دکھائی اور جو مسائل ہمیں بین الاقوامی طور پر خطے کے حوالے سے اور ملک کے اندرونی معاملات کے حوالے سے لاحق ہیں ان تمام کی بہت واضح اور صاف گوئی سے نشاندہی کی۔

جناب چیئرمین! یہ خوشی کی بات ہے ہم گزشتہ کئی دنوں سے Parliament کی اہم بحث پر اپنے تمام معزز اراکین کو بات کرتے ہوئے سن رہے ہیں - اہمیت کی حامل تقریباً وہ تمام باتیں کہہ دی گئی ہیں لیکن میں پھر بھی یہ سمجھوں گی کہ وہ جو انتہائی ضروری نکات ہیں ان کو عوام الناس کے لئے اور تاریخ کے ریکارڈ کے لئے دہرانا بھی ضروری ہے - I will not depend on total repetition لیکن ان میں سے کچھ ضروری باتیں شاید مجھے دوبارہ بھی دہرانا پڑیں تو میں اس کے لئے بھی آپ سے اجازت کی خواہاں ہوں۔

جناب چیئرمین! قوم سے وعدہ پورا ہونا اس پر ہم نے دونوں اطراف سے یعنی حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں کے جو اراکین ہیں ان کی باتیں سنیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ جناب صدر نے اپنے کئے گئے تمام وعدے پورے کئے ہیں اور یقیناً ایسا ہی ہے حالانکہ چند ہمارے معزز اراکین نے اپنی طرف سے کوشش کی تاریخ کے حوالے سے 'out of context باتیں اٹھا کر' چھوٹی چھوٹی باتیں جو خاص طور پر صحافیوں کے اصرار پر کلمات ادا کئے جاتے ہیں ان کی بنیاد پر کہ جناب صدر نے وہ وعدے پورے نہیں کئے - لیکن جناب

چیئرمین! تاریخ کے حوالے سے دیکھیں اور جو گزشتہ ادوار میں سیاسی یا مارشل لاء دور میں جو باتیں کہی گئیں ان کے ساتھ موازنہ کرکے دیکھا جائے تو یقیناً ہم اس نکتے پر متفق ہوں گے کہ President General Pervez Musharraf نے واقعی جو قوم سے، عوام سے اور سیاسی جماعتوں سے وعدے کئے انہوں نے ان کو حتی الامکان طور پر پورا کیا۔ اس میں بروقت سپریم کورٹ کی ہدایات کے مطابق انتخابات کا انعقاد، اس میں ملک میں الیکشن سے پہلے ایک سازگار ماحول بنانے کا وعدہ، اس میں ان کے سات نکاتی ایجنڈا کے حوالے سے جو تبدیلیاں ہیں ان کے حوالے سے، ملک میں local government کے حوالے سے، عوام کا جو morale ہے یا عوام کا جو confidence ہے اس کو rebuild کرنے کے حوالے سے اور وفاق کو مضبوط کرنے کے حوالے سے جناب چیئرمین! اور جو بین الصوبائی disharmony ہے اس کو ہٹانے کے لئے قومی یکجہتی کے حوالے سے جتنے وعدے ہیں وہ پورے کئے گئے اور سب سے بڑھ کر ہماری اقتصادی صورتحال ہے جس کی ہم واضح طور پر مثال دے سکتے ہیں جو 12 اکتوبر 1999 سے پہلے انتہائی مخدوش حالت میں تھی۔ جس کے لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سرکاری اداروں کو چلانا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ اس کے باوجود اس economy کو revive کیا گیا اور میرے ایک فاضل دوست نے کہا کہ یہ سب کتابی باتیں ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں جو موجودہ اقتصادی صورتحال ہے وہ خود اس کی سب سے بڑی واضح مثال ہے کہ اس وقت پاکستان ایک مضبوط اقتصادی صورتحال میں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آگے دن بدن اس میں بہتری آئے گی۔

میں سمجھتی ہوں کہ law and order کے حوالے سے جو ادارے ایک مرتبہ پھر سے مستحکم کرنے اور مضبوط کرنے کے لیے جو اقدامات کر رہے ہیں اور پھر decentralization, devolution of power عوام کے نمائندوں تک لے جانے کے حوالے سے جناب چیئرمین! صدر مملکت نے اپنی capacity چاہے وہ Chief Executive کے طور پر تھے یا صدر پاکستان کے حوالے سے اصل چیز دیکھنے کی یہ ہے کہ نیت، intentions ان کے اندر صداقت کیا ہے؟ میں نہیں کہتی کہ صدر مملکت کوئی اکیسویں صدی کے بہت بڑے بلکہ جس کا انہوں نے خود بھی برملا اظہار کیا ہے کہ بہت، بڑے فلاسفر ہیں یا وہ بہت بڑے intellectual ہیں قطعاً نہیں۔ ایک organised, determined General کے طور پر انہوں نے اپنا لوہا منوایا ہے اور آج اسی will

کے ساتھ وہ پاکستان کو اس مشکل صورتحال سے نکالنے کے لیے کمر بستہ ہو چکے ہیں۔

سوال اس بات کا ہے کہ 12 اکتوبر 1999 کو جو تبدیلی آئی کیا وہ صرف اچانک ایک دن ایک منصوبہ بندی کے تحت راتوں رات آ گئی یا صدر مملکت نے اس خواہش کو پورا کرنا چاہا کہ میں فوراً عنان اختیار کو سنبھال لوں۔ ایسا نہیں ہے۔ جناب! میں اس کی مثال ان تمام بیانات اور جو باتیں اس وقت press نے cover کیں اور جس طریقے سے اس کو خوش آمدید کیا گیا میں اس کے حوالے سے آپ کو بتانا چاہوں گی۔ بہت ساری عوام کی طرف سے خوش آمدید کیا گیا اور اس تبدیلی کو اس وقت ناگزیر قرار دیا گیا۔ مجھے محترمہ بے نظیر بھٹو کا ایک بیان جو اس وقت انہوں نے لندن سے جاری کیا تھا کہ

"For Pakistan , October 12 will not be remembered as a day: democracy died, but rather the day that it began to reborn."

یہ تیرہ اکتوبر کو انہوں نے لندن سے ایک انٹرویو میں یہ بات کہی تھی۔ ساتھ ہی اسی بیان میں انہوں نے کہا کہ

Army's takeover may well beyond the specificprovisions of the Constitution but we must remember that for the last three years Pakistan had been ruled extra constitutionally by ousted Prime Minister Nawas Sharif. This was the state of affairs at that time Mr. Chairman

اسی طریقے سے جماعت اسلامی کے امیر ہمارے محترم قاضی حسین احمد نے اس چیز کو اس وقت hail کیا۔ جناب والا! آج مجھے یہ بات سنتے ہوئے حیرانگی ہوتی ہے جب وہ یہ کہتے ہیں کہ آئین کو پامال کیا گیا۔ آئین کی توڑ پھوڑ کی گئی۔ آئین کو کوئی value نہیں دی گئی۔ حالانکہ اس کی بھی واضح مثال صدر پرویز مشرف نے دی تھی۔ جب جسم کو بچانا مقصود ہو تو بعض اوقات amputation ضروری ہو جاتی ہے یعنی آپ کو ایک آدھ عضو کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ آئین بذات خود کبھی مملکت کا جسم نہیں ہو سکتا۔ وہ اس کا ایک organ ہے جس کے تحت آپ نے اس کا نظام چلانا ہے۔ تو جناب والا! پھر جب پاکستان پیپلز پارٹی کی سینٹرل ایگزیکٹو کمیٹی نے ۱۷ اکتوبر کو دو روزہ میٹنگ کے بعد اپنا اعلامیہ جاری کیا تو اس میں خاص طور پر لکھا

Pakistans roots had been rendered hollow by the wrong policies of the Nawaz Government and this action was inevitable as the federation was under extreme threat. The statement came from the Leader of the Pakistan People's Party Makhdoom Amin Faheem.

میرے کہنے کا مقصد کسی کی دلآزاری نہیں ۔ میں وہ حالات بیان کرنا چاہ رہی ہوں کہ جس کے تحت یہ تمام صورتحال بنی اور صدر نے اپنے اس شروع کے دور میں ہی کہا کہ ہمارے آنے کا مقصد اس مشکل صورتحال میں پاکستان کی بقاء ہے اور اس کو بچانا ہے اور اس process میں ہم سے بارہا غلطیاں بھی ہو سکتی ہیں لیکن ہماری نیت میں قطعاً کوئی فتور نہیں ہو سکتا اور یہ انہوں نے ثابت کیا۔

صدر جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کی پارلیمنٹ کے سامنے جو نکات رکھے وہ واضح طور پر ان کی اس بات کو سپورٹ کرتے ہیں ۔ انہوں نے حقیقی جمہوریت کے قیام کو خوش آمدید کہا ۔ لیکن ساتھ ہی ہمارے جو بنیادی founder leaders علامہ اقبال اور قائد اعظم کے حوالے سے پاکستان کے بارے میں جو خواب تھے کہ جنوبی ایشیا کے اندر ایک ایسی مملکت کا قیام جو کہ اسلامی فلاحی ریاست کے طور پر دنیا کے سامنے ایک روشن مثال کے طور پر آئے ۔ یعنی اقبال کا پہلا خواب جس میں ایک علیحدہ آزاد اور خود مختار مملکت کا قیام تھا۔

جناب عالی! آج پچاس سال سے زیادہ مدت گزرنے کے بعد عوام کو پھر confuse کیا جا رہا ہے ۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے کہ شاید یہ صرف ایک اسلامی ' اسلام کی دعویدار مملکت قائم ہوئی ۔ یہاں سے اسلام کا قلعہ اور ایک ایسا لشکر نکلے گا جو نہ صرف دہلی کے لال قلعے کے اوپر اسلام کا جھنڈا بلند کرے گا بلکہ تمام دنیا میں وہ اسلام کے سپہ سالار کے طور پر آگے بڑھے گا ۔ یہ بہت اچھا خواب ہے ' دیکھنے والے اسے ضرور دیکھا کریں ۔ لیکن history کو distort کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

جناب چیئرمین ! اگر اس نقطۂ نظر کے ساتھ ' اسلام کے نام پر یہ مملکت بنتی تو یہاں پر صرف مذہبی اکابرین عوام کے سامنے وہ نقطۂ نظر رکھیں اور صرف انہی کی سوچ کے مطابق اسے ہم ایک انتہاء پسند مملکت کے طور پر لائیں گے ۔ خود مذہبی جماعتیں اس کے قیام کی مخالفت

نہ کرتیں ۔ یہ خواب اس لئے دیکھا گیا کہ جنوبی ایشیا کے مسلمان ہندو اور سامراجی قوتوں کے سامنے' ان کے ظلم و بربریت کے سامنے مظلومیت اختیار کرچکے تھے ۔ قائد اعظم محمد علی جناح کی انتھک محنت ' ان کی constitutional theory کی بنا پر یہ ملک حاصل کیا گیا ۔ جس طرح مشاہدحسین صاحب نے بہت خوبصورتی سے بیان کیا کہ وہ کوئی feudal نہیں تھے ' وہ کوئی بہت بڑے جاگیردار نہیں تھے ۔ وہ کسی انتہا پسند جماعت کے رہنما نہیں تھے ۔ بنیادی طور پر وہ ایک constitutionalist تھے ۔ انہوں نے arguments کے ساتھ ' دلائل کے زور پر اس مملکت کو حاصل کیا۔ تاکہ یہاں پر کسی مسلمان یا جو اقلیتیں ہیں جو یہاں پر رہنا چاہیں' ان کی اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے میں کسی قسم کی پابندی نہ ہو۔ یہاں پر یہ ایک فلاحی ریاست کے طور پر آگے بڑھے۔ لیکن ہماری مجبوری کہ

امیر شہر غریبوں کو لوٹ لیتا ہے
کبھی بحیرہ مسعد کبھی بنام وطن

جناب ڈپٹی چیئرمین: تھوڑا سا مختصر کریں آپ۔

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب! میں تو بہت مختصر سا بیان دوں گی۔ میرے پاس about half an hour with your permission.

Mr. Deputy Chairman: I think it was 20 minutes.

Miss Anisa Zeb Tahirkheli: No I think its half an hour Sir or 20 minutes.

اچھا چلیں۔ میں اس کو اور بھی اختصار سے لے کر جاتی ہوں۔

صدر مملکت نے اس چیز کو بہت واضح کیا اور بتایا کہ خوشحالی اور ترقی کے لئے ہمارے پاس کیا نہیں ہے؟ جناب چیئرمین! ہمارا national power potential جو ہے اس کو develop کرنا ہے۔ قدرت نے ہمیں ہرنعمت سے نوازا ہے۔ ہم نے صرف اس کا استعمال صحیح طریقے سے نہیں کیا۔ اس وقت صدر مملکت نے نشاندہی کی ہے۔ جس میں انسانی وسائل کی ترقی بہت اہمیت کی حامل ہے۔ باقی تمام ہمارے پاس جو وسائل ہیں۔ جس طریقے سے انہوں نے

ذکر کیا ہے ہمارے vices ملک کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ وہ تمام غلط اقدامات جنہیں ہم کہہ سکتے ہیں وہ غلطیاں جس میں nepotism اور کرپشن وغیرہ شامل ہیں۔ تو جناب چیئرمین! اس کے حساب سے حکومتی انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ صرف پارلیمنٹ کا یہ کام ہے کہ وہ اس چیز کو آگے بڑھائے۔ اس میں اگر کوئی سقم ہے تو اسے دور کیا جائے۔ اگر اس میں کوئی بہتری لانی ہے تو پارلیمنٹ نے یہ لانی ہے۔ وہ چار الزامات صدر مملکت کی طرف سے نہیں لگائے گئے۔ یہ تعبیر دی جا رہی ہے کہ جیسے یہ الزامات صدر مملکت نے لگائے ہیں۔ یہ وہ الزامات ہیں جن کا ذکر صدر مملکت نے کیا ہے۔ جو اس وقت دنیا ہم پر لگا رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ چاروں اہمیت کے حامل ایسے نکات ہیں جن کے متعلق بہت ضروری ہے کہ ہم اس چیز کو دیکھیں اور اس کو حل کریں۔

کشمیر کے متعلق جو مسئلہ ہے cross border terrorism کا۔ اس کا سب سے بہترین حل صدر مملکت نے خود بیان کر دیا ہے کہ بات چیت اور پر امن مذاکرات کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنا ہے۔ اس کے لئے یہ معاملہ آگے جا رہا ہے۔ ہم بہتر طریقے سے اس کو حل کرنے کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ جہاں تک افغانستان کا border ہے اور پاکستان کا جو tribal belt ہے، جو وانا میں اس دن افسوس ناک واقعہ ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ وہی باتیں ہیں جن کے لئے صدر مملکت پریشانی کا اظہار کر رہے تھے کہ ایک وقت آئے گا کہ ان دہشت گردوں کی وجہ وہاں کی local population کو خطرات کا سامنا ہوگا۔ ان کی بیخ کنی خود بھی بہت ضروری ہے کہ وہ وہاں کے اپنے ہمارے جو tribal کے ساتھی ہیں، بھائی ہیں اور پاکستان کے جو supporters ہیں جو پاکستان کے علاوہ کسی کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہ سالہا سال جب سے ڈیورنڈ لائن بنی ہے۔ گو کہ ان کے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات ہیں لیکن پاکستان کے لئے ہمارے tribal belt کے لوگ اتنے emotional ہیں، اتنے جذباتی ہیں کہ یہ ان کے لئے ضروری ہے کہ جو ایسے عناصر ہیں جنہوں نے وہاں پر قیام کر لیا ہے۔ اسموقع کا استعمال کرتے ہوئے کہ دنیا میں جو ایک گڑ بڑ لگی ہوئی ہے، افغانستان کے اندر ایک situation ہے۔ تو اس کے حوالے سے جناب چیئرمین! یہ ضروری ہے کہ وہاں پر مکمل support کیا جائے اور tribal belt میں ہمیں خوشی ہے کہ وہاں کے جو local عوام ہیں وہ

اس سلسلے میں مکمل تعاون کر رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی آپ دیکھیں گے کہ جب حکومت پاکستان کا آہنی ہاتھ ان عناصر تک پہنچنے کے قریب ہوگا تو وہ ہمیشہ وہاں کے local population کو shield بنائیں گے۔ تو اس کا بہترین طریقہ ہے کہ local population خود اٹھ کر ان کی نشاندہی کرے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں ہمارے جو tribal سے تعلق رکھنے والے' فاٹا سے تعلق رکھنے والے ممبران ہیں دونوں ایوانوں میں ان کا ایک بہت اہم role ہے اور وہ اس چیز میں بہت حد تک اپنا role ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب چیئرمین! آج کل جو سب سے ہمارے لئے اہم ترین مسئلہ ہے وہ جوہری ہتھیاروں کے پھیلاؤ کا الزام ہے۔

اب بات یہ ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے جس طریقے سے یہ بات سامنے لائی گئی ہے' اس سے ایسے لگتا تھا کہ جیسے وہ چاہ رہے ہیں کہ اگر یہ الزام ہم پر نہیں لگا اور ہم اس سے بری الذمہ ہیں تو یہ کیوں ہے۔ اس لئے کہاں کہاں سے اور کرید کرید کر دنیا بھر کے صحافیوں کے comments کو یہاں لاکر پیش کر رہے ہیں۔ میں ان کی نیت پر شک نہیں کرتی۔ یقیناً ان کی نظر میں بھی پاکستان کی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی ہماری نظر میں ہے۔ لیکن یہ ایسا sensitive مسئلہ ہے' جس کے متعلق میں سمجھتی ہوں ہر کسی کو سوچ و سمجھ کر بولنا چاہیے۔ یہ اس وقت سب سے اہم ہے اور بہت ہی ضروری ہے۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ حکومت پر ہمیں مکمل طور پر اعتماد کرنا چاہیے اور اس کے متعلق جب صدر مملکت نے بار بار کہا ہے کہ ہمارے پاکستان کے جوہری پروگرام کو کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے اور یہ بہت مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ اس کا نظام مضبوط ہاتھوں میں چل رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ کے بیس منٹ ہونے کو ہیں۔

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب چیئرمین صاحب ! میرے ساتھ تھوڑی سی مہربانی کیجیئے۔ مجھے یہ پتا نہیں تھا کہ میرے پاس half an hour نہیں ہے اور میرا time curtail ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے تو اچھا تھا کہ ہم شروع میں ہی تقریر کر لیتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی کر لیں۔

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی: بہت مہربانی۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین میرا مطلب ہے کہ آپ اپنی تقریر curtail کریں۔

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی: صدر صاحب نے ایک اہم نکتہ جس کی طرف توجہ دلائی وہ ایک tempo ہے' جسے دنیا کی مختلف lobbies build کرنے کی کوشش کر رہی ہیں جس میں یہودی لابی بھی شامل ہے کہ اسلام کو اس وقت ہر معاملے میں target کیا جائے۔ یہاں میں نے کسی معزز ممبر کی تقریر میں سنا ہے' انہوں نے کہا ہے کہ یہاں پاکستان میں ایک عیسائی مارا جاتا ہے تو ایک شور مچ جاتا ہے۔ عراق اور افغانستان میں بہت کچھ ہو جاتا ہے ہزاروں لاکھوں جانیں چلی جاتی ہیں لیکن امریکہ کی طرف سے کوئی بیان نہیں آتا ہے۔ اگر ہم انہی باتوں کو اٹھا اٹھا کر موازنہ کرتے رہے تو پھر ہماری مظلومیت اپنی جگہ قائم رہے گی ۔ کسی کو ہم پر ترس آ گیا تو شاید یہ کام کرنا بند کر دے۔ صدر مملکت نے از خود نشاندہی کی ہے کہ ہمیں حکمت سے کام کرتے ہوئے، پوری قوم کو اس بات کے لئے تیار کرنا چاہیے تاکہ ہم عزت و وقار کے ساتھ ہمیشہ اپنا سر اونچا رکھ سکیں۔ ہم اپنے مفادات کی حفاظت بھی کر سکیں ۔ انہوں نے چار مسائل بتائے ہیں' ان کی جو solution بتائی ہے' وہ بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ حالانکہ کوشش کی جا رہی ہے کہ اسے بھی دوسرا رنگ دیا جائے۔ انہوں نے یہی بتایا کہ ہر بندے نے اپنا حساب کتاب روز قیامت خداتعالیٰ کے سامنے خود دینا ہے۔ اس ملک میں مسلمان پہلے دن سے آباد ہیں بلکہ انہوں نے ہی اس ملک کو بنایا ہے۔ یہ ایسے ہی بات ہے کہ پاپائے روم کو کوئی عیسائی بنانا چاہے تو یہ ناممکن بات ہے۔ آپ مسلمانوں کو مزید مسلمان بنانا چھوڑ دیں' ہر بندے کے لئے قرآن پاک قیامت تک راہنمائی کے لئے موجود ہے۔ ہر بندے نے اپنا حساب کتاب خود دینا ہے۔ وقت یہ آ گیا ہے کہ ہم اپنے کام سے کام رکھیں۔ آج اگر پارلیمنٹ ہے تو اسے چاہیے کہ وہ local government کا کام چھوڑ دے اور پارلیمنٹ کا کام کرے۔ local government کو چاہیے کہ وہ اپنا کام کرے اور صوبائی حکومت کو چاہیے کہ وہ اپنا کام کرے۔ ہم لوگوں نے ہر کام میں یہ کوشش کرنا شروع کی ہوئی ہے کہ اس میں مداخلت کریں۔ جناب چیئرمین ! سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم انفرادیت کی بجائے اجتماعیت کی طرف آئیں تو یہ چیز ہمیں صحیح راستے پر لے جائے گی۔ ہم یہاں تقاریر تو بہت لمبی لمبی

کریں گے۔ لیکن بعد میں ایک فائل آپ کے سامنے پیش کر دوں گی۔ جی خیر ہے باقی سب اپنی جگہ لیکن میرا کام کر دیں، باقی کو دیکھا جائے گا۔ یہ پالیسی ہمیں چھوڑنا پڑے گی اور ہمیں اگر واقعی اس ملک میں تبدیلی کرنی ہے تو پھر قوم اور ملک کی راہنمائی کے لئے ہمیں عوام کو بتانا ہوگا کہ آج ہمیں اپنی سوچ میں مثبت رویہ لانے کی ضرورت ہے اور اپنے آپ کو تبدیل کرنا ہے۔ اگر عوام کے سامنے یہ کہنا مشکل ہے، اگر آپ lead نہیں بلکہ follow کرنا چاہتے ہیں تو یہ پھر آپ کی ذمہ داری ہے۔

جناب والا! میں پروفیسر خورشید صاحب کی تقریر سے بہت inspire ہوں ۔ انہوں نے بہت خوبصورت طریقے سے اس صورت حال کی حاشیہ آرائی کی ہے اور اسے ہمارے سامنے پیش کیا ہے اور پھر اس کے لئے تین حل بھی بتائے ہیں۔ ان سے بھی میں بہت inspire ہوں۔ لیکن کاش یہ اپنے صوبے میں جس کی وہ نمائندگی کر رہے ہیں، ان کو بھی یہ طریقہ کار بتائیں کہ وہ بھی اس صوبے میں merit کی بنیاد پر کام کریں۔ قانون کی پاسداری کریں۔ ذاتیات کو چھوڑ کر سماج کو اٹھانے کی بجائے وہ تمام قوانین جو کہ اس وقت کتابوں میں درج ہیں ۔ یا LFO پر ڈب، ڈب، ڈب، اور وہاں پر صوبائی گورنمنٹ سر نیچے کرکے اپنا کام کیے جا رہی ہے ۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ کام بند کر دیتی کہ ہم LFO کے تحت کام نہیں کرتے۔تو یہ چیزیں جو ہیں ان کو میں کسی طور پر نہیں لانا چاہتی لیکن ان چیزوں سے اب کام نہیں ہے ۔ اب ہمیں allegation or counter allegation چھوڑنی ہوں گی----

جناب ڈپٹی چیئرمین:اب ذرا wind up کریں ۔

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب چیئرمین! اب جمہوریت کی جو اہمیت ہے ۔ اس کو دیکھنا پڑے گا۔اسی طرح میرے ساتھی، آج تو وہ موجود نہیں ہیں میرے بھائی اسفند یار ولی خان ایک impression دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج تمام دنیا باچا خان کی philosophy کی طرف آ چکی ہے ۔ جو باتیں ہم کہتے تھے وہ باتیں آج تمام دنیا نے کہنی شروع کر دی ہیں اور جب ہم کہتے تھے تو ہمیں غدار کہتے تھے آج دنیا کہہ رہی ہے تو انہیں غدار نہیں کہتے ۔ میں ان سے اسی floor پر پوچھنا چاہوں گی کہ کس وقت اور کس نے ان کو ان کی

بھارت نواز پالیسیوں یا بھارت کے ساتھ صلح صفائی کی بات کرنے پر انہیں غدار قرار دیا ۔ کوئی ایک event بنا دیں۔ کبھی نہیں۔ لیکن فرق ضرور تھا ۔ وہ اکھنڈ بھارت کی بات کرتے تھے ۔ وہ پاکستان کو تسلیم نہ کرنے کی بات کرتے تھے اور جس طریقے سے سینیٹر وقار احمد صاحب نے کہا، وہ بھی اس وقت نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے، کہ آپ بات کریں ۔ صوبے کی ایک دوسرے کے ساتھ مخالفت بھی کریں لیکن پاکستان کے معاملے میں آپ سب کے سب یکجا ہو جائیں ۔ پاکستان کے معاملے میں تمام issues جو سامنے آ رہے ہیں ان سب پر ایک consensus build کریں ۔ میں یہی بات دوبارہ انہیں بھی کہنا چاہتی ہوں کہ جناب آپ کی جو بھارت کے ساتھ دوستی ہے ۔ آج پرویز مشرف صاحب کی طرف سے اور میر ظفر اللہ جمالی کی حکومت ہے ان کی طرف سے جو بات کہی جاتی ہے وہ بھارت کے ساتھ cordial relationship کی بات کی جاتی ہے ---

جناب ڈپٹی چیئرمین: دیکھیئے بی بی! آپ کو آدھا گھنٹہ ہو رہا ہے ۔

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی: اس ملک کے حوالے سے ہمارے ان کے تعلقات مستحکم ہوں گے اور آخر میں جناب چیئرمین ! آپ نے تو، ----

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے آدھا گھنٹہ کر دیا ۔

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی: آپ کی Chairmanship سے میں تو بڑی امیدیں لگائے بیٹھی تھی لیکن anyway آپ کی اداؤں میں یہ بھی ضروری ہے ---

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کو تھوڑا بہت حساب رکھنا چاہیئے ۔

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی: میں آپ کو آخر میں صرف یہ بات کہوں ---

جناب ڈپٹی چیئرمین: آخر میں ۔

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب صدر نے پاکستان مسلم لیگ قائد اعظم اور اس کی جو اتحادی جماعتیں ہیں ان کے efforts کو اور خاص طور پر ایم ایم اے کی efforts کو appreciate کیا جو انہوں نے اس ملک کی بقاء کے لیے جو LFO والے قانون ہیں ۔ اس کے اوپر انہوں نے ایک support دی اور ملک کو اس بحران سے نکالا۔ میں بھی اس چیز کو دہرانا

چاہوں گی لیکن یہاں میں ایک بار پھر یہ کہنا چاہوں گی گو کہ موقع بھی نہیں ہے شاید اس پہ agitation بھی ہو۔ لیکن میں یہ کہنا چاہوں گی کہ آج جو stand اس دفعہ لیا گیا اگر یہ ۸۵ کی اسمبلی کے دور میں لیا جاتا تو شاید اس دفعہ یہ نوبت نہ آتی لیکن اس وقت RCO (Revival of Constitutional Order) کے تحت اس کو حصہ بنا دیا گیا اور پھر آٹھویں ترمیم کے تحت اس آئین میں تبدیلی کی گئی تو صدر مملکت نے بہت flexibility show کی ہے - میں سمجھتی ہوں کہ پرائم منسٹر جمالی کی گورنمنٹ نے بہت flexibility show کی ہے اور یہ پاکستان کی بقاء کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی: اب issues پر ایک consensus build کرنا چاہیئے - اپوزیشن اور گورنمنٹ کو، اور ان کو لے کر آگے جائیں دنیا میں دیکھیں کہ modalities کے اوپر گورنمنٹ اور اپوزیشن کے درمیان اختلاف ہو سکتا ہے لیکن کبھی issues کے اوپر نہیں ہوتا کیونکہ issues ہمیشہ national interest پر لیے جاتے ہیں - National interest should be supreme for all of us. Thank you .

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much.

ان کی گھڑی کا driver تھوڑا بیمار ہے۔ پروفیسر صاحب کیا خیال ہے تھوڑا اور چلائیں؛ بس کریں۔

What is the consensus? Pack up? The House stands adjourned to meet again on Friday, 5th of March, 2004 at 10.00 a.m.

[The House then adjourned to meet again in the morning of Friday, 5th of March, 2004 at 10.00 a.m.]